ع ٨٠٢

شميمة الاخلاص

شميمة الاخلاص

ع ۱۲ ل
۲۵
شمیمۃ الاخلاص

یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من
اے ایمان والو! بازرہو گمان سے بیشک بعض
بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه
بعض کو کیا پسند ہے تمہارے کسی ایک کو کہ کھائے

شمیمۃ الاخلاص

یعنی

بکتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ جناب مُلّا طاہر سیف الدین صاحب پر

ایک تنقیدی نظر

مصنفہ

سید عبد العزیز احمد ترمذی ساکن کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور ہسوہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نول کشور پریس لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۹۱۹ء سید عبد العزیز احمد پبلشر قیمت ۴؍

وقف منسبه ميرزا

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تعارف اور وجہِ تصنیف	۱
۲	ضوء لنور الحق المبین پر تبصرہ (حمد و نعت اور تعلیم و تلقین)	۵
۳	ضوء لنور الحق المبین کی عبارت زیر بحث پر ایک نظر "عباراتِ معترضہ مصنف کی نہیں ہیں"	۸
۴	احیاء العلوم کا حوالہ	۲۸
۵	مجددیت کے دعوے	۳۰
۶	شیخ کی ضرورت	۳۲
۷	مرزا صاحب کے دعوے	〃
۸	زندہ مجتہد کا ماننا فرض ہے	۳۳
۹	امام غائب کا منکر کافر ہے	۳۴
۱۰	سات کروڑ مسلمان کافر ہیں	〃
۱۱	غیر از اثنا عشری سب جہنمی ہیں	۳۵
۱۲	اہل سنت جہنمی ہیں	〃
۱۳	منکر مرزا کافر ہے	〃

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۶	جعفر نہروانی	۱۴
۴۲	بہتان عظیم	۱۵
۴۴	عرض و فریاد	۱۶
۵۱	فتووں کی دھمکی	۱۷
۵۹	نذرانہ	۱۸
۶۱	بدعات محرّم	۱۹
۶۳	معترض کی نیرنگی	۲۰
۶۴	معترض کی چند غلط بیانیاں	۲۱
۶۸	خود را نصیحت دیگراں را نصیحت	۲۲
۷۱	معترض کی تعریف	۲۳
۷۵	اخبارات	۲۴
۸۰	کانفرنسی اسٹیج پر ایک گمنام ایکٹر	۲۵
۸۱	علماء کرام و مفتیان عظام کی خدمت میں التماس	۲۶
۸۲	اخباروں کو مشفقانہ نصیحت	۲۷
۸۳	افشائے راز	۲۸
۹۴	نتیجہ	۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیّدنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تعارف
اور
وجہ تصنیف

معزز ناظرین۔ آج میں آپ کی خدمت میں یہ چھوٹا سا رسالہ پیش کرتا ہوں۔ حاشا اس سے میری یہ غرض نہیں کہ ادیبوں کی فہرست میں میرا بھی نام یا مصنفین کی قطار میں میرا بھی شمار ہو جائے اور نہ میری یہ منشاء ہی کہ اسلام کے مختلف العقائد افراد میں فتنہ و فساد کی کوئی نئی بنیاد پڑ جائے نہ مجھے کسی کی بیجا طرفداری منظور ہی اور نہ کسی کی دل آزاری مقصود۔ میں سنی المذہب ہوں اور اپنے عقائد میں نہایت پختہ۔ میں بھی اپنے سینہ میں مذہبی جذبات رکھتا ہوں مگر نہ ایسے شعلہ اثر کہ ذرا سی حرارت میں بھڑک اُٹھیں ؎

آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہی صلح کل　　ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

مذہبی عقیدتمندی کیساتھ ساتھ میرے دل و دماغ میں اسکا بھی کافی احساس موجود ہو کہ ہمارے آپس کے فروعی اختلافات میں دیرپا عداوتیں اور ذرا ذرا سی باتوں پر بڑے بڑے فتنوں کا برپا ہوکر جانبین کی مذہبی تعصب کی آگ کا شعلہ زن ہو جانا قوم کے لئے صرف مضر ہی نہیں بلکہ اِس سے ہمارے تمام سامانِ ترقی اور کشت امید کے جلکر خاک سیاہ ہو جانے کا گمان غالب ہو ؎

کچھ یاس سے تسکین دلِ مضطر کو ہوئی تھی　　پھر چھیڑ دیا ہائے تمنا کا بُرا ہو

ہماری قوم کے مٹجانے کے سامان پہلے ہی سے کیا کم تھے۔ مگر ایں گلِ دیگر شگفت۔ آجکل ہندوستان کے قریب قریب ہر مذہبی تصوفی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ سیاسی۔ تمدنی اخباروں رسالوں میں ولی محمد صاحب اسمٰعیل سرپادہ نامی ایک پیر مرد کے فتنہ خیز اور افترا پرداز مضامین دیکھتے دیکھتے طبیعت بھر آئی۔ اور میں اپنے بڑھتے ہوئے جوش کو کسی طرح نہ روک سکا اور سرپادہ صاحب کی لگائی ہوئی ہمہ گیر آگ بجھانے کے لئے کچھ عرصہ تک سرگرداں رہا یہ اک ایسا کام تھا جسکے لئے مجھے اس کتاب کے گہرے مطالعہ کی ضرورت لاحق ہوئی جو ضوءِ نور الحق المبین کے نام

سے معرض بحث میں لائی گئی ہے اور جو ملا طاہر سیف الدین پیشواء بواہیر کی تصنیف ہے۔ یہ مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ اس فرقہ کے مذہبی عقائد پوشیدہ رہتے ہیں اور انکی کوئی مذہبی تعلیم کی کتاب عام طور پر بازار میں فروخت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اِس سے پہلے میں نے کبھی یہ کوشش بھی نہیں کی کہ اُنکے عقائد کیا ہیں اور اُنکی مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہوتا ہے۔

اُدھر میری یہ پریشانی اور ادھر میری حق کوشی اور انصاف پسند طبیعت کا یہ تقاضا کہ بلا کافی معلومات بہم پہونچائے ہوئے اِس مبحث پر کچھ لکھنا کسی طرح گوارا ہی نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ ناکامیاں اُن اخبار نویسوں کو بھی ہوئیں جنھوں نے اسیر لاعلمی کی حالت میں بے باکانہ قلم اُٹھائے ہیں۔ مگر میرے دل نے یہ کسی طرح مناسب نہ سمجھا کہ میں بھی جہالت کی تاریکی میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھاؤں اور واقعہ کی حقیقت اور منزل مقصود سے کوسوں دور جا پڑوں۔ آخر کار بمصداق ہر کہ دریافت دُریافت میرے ایک کرمفرما نے جو فرقہ بواہیر کے ایک فرد ہیں میری اِس کمی کو پورا کر دیا اور مجھے اپنے پیشوا ملا طاہر سیف الدین صاحب کی کتاب ضوء نور الحق المبین عاریۃً مطالعہ کے لئے عنایت فرمادی

جس سے میں اپنی دلی خواہش کے مطابق اس چھوٹے سے رسالے کے لکھنے کا مواد جمع کر سکا۔

کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو

مدت ہوئی ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے

احمد ترمذی عفی عنہ

[illegible]

کتبخانه وقف [illegible] مشهد

ضوءُ نورُالحق المُبین

پر

تبصرہ

یہ کتاب ملا طاہر سیف الدین صاحب پیشوا، بوہرہ فرقہ داؤدیہ کی عربی تصنیف ہے۔ اور کسی خاص غرض سے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ اسکو اپنے گھر کے چھاپے خانہ میں صرف ایکہزار کی تعداد میں چھپوایا ہے اور کتاب کے آخر میں یہ عبارت لکھدی ہے۔ ھذا کا مخصوصۃ للفرقۃ الداؤدیہ۔ اور اسکے ہر مطبوعہ نسخہ پر مصنف کی ایک مہر بھی ثبت ہے۔ مگر سب سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ بسم اللہ شریف کی جگہ طباعت میں سادہ چھوڑدی گئی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ مصنف صاحب خود اپنے ہاتھ سے اسوقت تحریر فرماتے ہیں جب اسکا کوئی نسخہ اپنے کسی معتقد کو عطا کرتے ہیں۔

علم ادب کے لحاظ سے یہ ایک بہترین کتاب کہی جاسکتی ہے جسکا نمونہ مشتے از خروارے۔ حمد خدائے عزوجل اور نعت سرورِ دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند متبرک سطریں اصل کتاب سے نقل کرکے میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ مصنف نے آیات قرآنی

سے اپنی عبارت کو کس خوش اسلوبی سے مزین کیا ہے اور کیسے سیچے محبت بھرے الفاظ میں حمد و نعت کو ادا فرمایا ہے۔ میں مصلحتاً یہ عبارت بلا ترجمہ کے پیش کرتا ہوں کیونکہ اول تو ترجمہ میں وہ خوبی ادا نہیں ہوسکتی جو فاضل مصنف کے عربی الفاظ میں ہے علاوہ اسکے یہاں میرا مخاطبہ صرف اُن حضرات سے ہے جو عربی علم ادب کے ماہر ہیں۔ وھو ھذا۔

ولنشهد ان لا اله الا الله الملك الحق رب العرش الكريم ٭ وسع كرسيه السموات والارض ولا يؤده حفظهما وهو العلى العظيم ٭ هو الله الذى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم ٭ هو الله الخالق البارئ المصور له الاسمأ الحسنى يسبح له ما فى السموات والارض وهو العزيز الحكيم ٭ ولنشهد ان محمدا عبدہ و رسوله الذى ارسله شاهدا ومبشرا ونذيرا ٭ وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا ٭ صلى الله عليه من نبى ارسله رحمة للعالمين ٭ واورث خمير تها عند انتقاله الى دار كرامته عقبه الاكرمين ٭ صلى الله عليه من نبى اوضح للهدى سننه ٭ وخوطب بقوله تعالى ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة ٭ صلى الله عليه من نبى بلغ رسالة ٭ وادى امانته ٭ وصدع بامره ٭ وبين

ما نزّل اليه من حكيم ذكره ﴿ ونصح لعباده ﴿ والحب طريق رشادہ
صلی اللہ علیہ من نبی انشق له القمر ﴿ وسجد له النجم والشجر ﴿
وشهد بنبوة الحجر والمدر ﴿ ونصرف على ارادته القضاء والقدر ﴿
صلی اللہ علیہ من نبی اتی صفوة الصفو ولب اللباب ﴿ وانتهت
اليه الاسباب ﴿ وختم به الكتاب ﴿ وحارت فی کنه شانه
الالباب ﴿ صلی اللہ علیہ من نبی نزّل علیه القران تنزیلا ﴿
وامره ان يرتله ترتيلا ﴿ والقى عليه قولا ثقيلا ﴿ ان ناشئة
الليل هى اشد وطأً واقوم قيلا ﴿ وجعل له فى النهار سبحا
طويلا ﴿ وامره ان يذكر اسم ربه ويتبتل اليه تبتيلا ﴿ وان
يتخذه وكيلا ﴿ ص ۳۰۳

کتاب کی تعلیم وتلقین بھی نمونتًا پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو

وتزودوا فان التقوى خير زاد ﴿ ومفتاح سداد ﴿ ومصباح
رشاد ﴿ وذخيرة امعاد ﴿ وانتهوا من سنة
الغفلة ﴿ واغتنموا ايام المهلة ﴿ فانما هذه الحيوة الدنيا متاع
وان الاخرة هى دار القرار ﴿ واليها دعوة مواليكم الابرار ﴿ واعبدوا
الله تعالى آناء الليل واطراف النهار ﴿ وتوبوا الى الله العزيز الغفار ﴿
كما امر فى كتابه بقوله يا ايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة

نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم و یدخلکم جنات تجری من تحتہا الانہار ؛ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم و بایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شیءٍ قدیر ٭ وسابقوا الی ماحض اللہ تعالی علی المسابقۃ الیہ فی کتابہ الکریم ٭ بقولہ سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ٭ ص ۱۸ و ۱۹

ضوء نور الحق المبین

کی

عبارت زیر بحث پر ایک نظر

اوّل تو اس کتاب کی تصنیف۔ طباعت اور اشاعت میں مصنف نے جس قدر امکانی احتیاطیں کی ہیں اور اپنے اصول کے مطابق مذہب کی تعلیم و تلقین پوشیدہ طور پر کرنے کی جس قدر کوشش کی ہے اسکا تقاضا تو یہ تھا کہ کسی غیر قوم کا کوئی سنجیدہ فرد اسکے دیکھنے کی کبھی جستجو نہ کرتا چہ جائیکہ اُسپر اعتراضات اور

رائے زنی کی جرأت۔

اسکا بلیغ عربی زبان میں تصنیف ہونا گھر کے مطبع میں نہایت احتیاط واہتمام اور کم تعداد میں طبع ہونا۔ مصنف کا صرف فرقہ داؤدیہ کیلئے مخصوص کردینا۔ کتاب پر مصنف کی مہر کا ثبت ہونا۔ حتّٰی کہ بسم اللہ شریف کا اسی وقت مصنف کے ہاتھ سے لکھا جانا جسوقت کہ وہ کسی عقیدتمند کو عطا کیجائے۔ یہ ایسی اہم باتیں ہیں کہ کسی غیر قوم کا کوئی شریف النفس سلیم الطبع اور انصاف پسند شخص اسکو حاصل کرکے دیکھنے کی کبھی جرأت نہیں کرسکتا۔ مگر ایسے طبائع کو کیا کیا جائے جو باوجود ان تمام خصوصیتوں کے اسکو حاصل کرکے ایک اخلاقی جرم کے مرتکب ہوے۔ اسپر یہ سینہ زوری کہ اُنکے چند ایسے پوشیدہ مذہبی عقائد پر بیجا لعن طعن اور مضحکہ اڑانے کے لئے آمادہ ہوگئے جو نہ تو عمل کے لئے انکے پاس بھیجے گئے تھے اور نہ تبلیغ کے لئے دنیا میں پھیلائے گئے تھے۔

ایک ہم ہی نہیں بلکہ جتنے سنجیدہ لوگ ہیں وہ ضرور ہمارے ہم خیال ہوں گے۔ چنانچہ معزز اخبار پیغام صلح رقمطراز ہے کہ "ایک مراسلت سے معلوم ہوا کہ کوئی صاحب ولی محمد اسمٰعیل ہیں جنھوں نے کتاب ضوء نور الحق المبین کے خلاف اُردو اخبارات میں مضمون شائع کرکے

آقاؤں کا بندہ و مملوک ہر وقت آل محمد کی امداد و تائید پر بھروسہ و
اعتماد رکھنے والا النصر عزیز و فتح مبین کی طلب میں اپنے آقا
و مالک امام صاحب عصر جو اپنے آباء کرام کی بزرگی کے وارث ہیں
اُنکی طرف دعا و زاری کرنے والا ابو محمد طاہر سیف الدین ابن
داعی امام المتقین سابع الاسبوع السابع علم الاعلام
المفردین المقدس فی اعلی غرفات المخلدین مولانا برھان الھدیٰ
والدین ہوں۔ میں اپنے سے پہلے دعاۃ ہداۃ کی پیروی کرتا ہوں۔
اُنکی رہنمائی کی اقتدا کرتا ہوں۔ جس دین حق کی طرف اُن بزرگوں نے
دعوت کی ہی میں بھی دعوت کرتا ہوں۔ اور جس راہ صدق کے وہ سالک
تھے اُسی راہ کا میں بھی سالک ہوں میں تم کو پروردگار عالم کی توحید
کی طرف اور اُسکے اولیا ائمہ ہدیٰ اور اُنکے دعاۃ کرام کی پیروی کی
طرف بلاتا ہوں اور میری اتباع سبحان اللہ اور میں مشرکین سے نہیں
ہوں بیشک میری نماز میرا زہد میرا مرنا میرا جنیا خداء پروردگار کے لئے ہی
جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہی اور میں مسلمان ہوں۔
عبارت منقولہ بالا سر یا وہ صاحب نے اکثر اخباروں رسالوںمیں
شائع کراکے صرف یہ اعتراض جڑا ہی کہ اس عبارت میں مصنف کتاب
نے اپنی تعریف کی ہی۔ چونکہ معترض نے خود بھی اپنے اعتراض کو اہمیت

نہیں دی اسلئے ہم بھی اس پر بحث کرنا ایک فعل عبث سمجھتے ہیں البتہ معزز ناظرین سے اتنی ضرور استدعا ہو کہ مخالف کے اس معمولی چھوٹے سے اعتراض کو چشم انصاف سے ملاحظہ فرما کر فیصلہ کرلیں کہ ملّا صاحب کی اِس عبارت سے خودستائی ٹپکتی ہو یا عجز و انکسار اور براہ کرم انکے الفاظ عبد آل محمد اور مملوکھم المعتمد کو خصوصیت سے یاد رکھیں۔ ہم انپر آئندہ روشنی ڈالیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سرپاوا صاحب نے جو عبارتیں اعتراض میں ٹکڑے ٹکڑے کرکے پیش کی ہیں ہم اُسے یہاں اصل کتاب سے مسلسل نقل کرتے ہیں تاکہ مطلب سمجھنے میں آسانی ہو

نقل عبارت از صفحہ ۳۳ تا صفحہ ۳۵۔

ونذکر ھھنا فصلا جاء عن بعض العلماء الموحدین ؛ فی رسالة النجم الثاقب للمھتدین ؛ والعذاب الواصب للمعتدین ؛ اعلی اللہ قدسه فی غرفات المخلدین ؛ (معشر المومنین) واخوانی المحسنین الموفین بعھد اللہ وایمانھم ؛ والموتین کتابھم بایمانھم ؛ اعلموا احسن اللہ توفیقکم ؛ وسدد علی الھدی طریقکم ؛ ان اول المعارف فی الدین ؛ توحید رب العالمین ؛ وانه منتھی طاعة العابدین ؛ وغایة خشیة المتقین ؛ وعبادة ملائکته المقربین ؛ وانه ھوالذی دعی الیه کل قائم من الانام ؛ وادعاہ کل فرقة من

فرق الاسلام ∴ ولا نعلم احدا يقول بغير التوحيد مقالا لنحلته ∴
او معتقدا لسره وعلانيته ∴ وهم لشرائطه غير موفين ∴ ولحقوقه
غير مؤدين ∴ فلا يغنى توحيدهم عنهم فتيلا ∴ ولا تهتدى لذلك
غير طائفة اهل الحق سبيلا ∴ وذلك ان توحيد العبد للمعبود ∴
لا يكون الا بمعرفة ما بينه وبينه من الحدود ∴ فالمسلمون الذين
يشهدون بكلمة الاخلاص وهم كافة اهل الجماعة والسنة ∴
وكلمة الاخلاص هى التى قال فيها رسول الله صلى الله عليه واله
انه من قالها مخلصا دخل الجنة ∴ وهى لا تقبل منهم وترد عليهم
لانهم لم يقروا الا بالرسول وحده ∴ وانكروا مرتبة الوصى الذى
هو اول الحدود بعده ∴ ولو كان اقرار الرسول دون اقرار الوصى
صادق القبول ∴ كانت الشهادة لله كافية دون الشهادة
للرسول ∴ وابى الله ان يقبل ممن اخل بحد من الحدود
شهادة ∴ او يرفع له عملا او يشكر له عبادة ∴ بل لا يقبل شهادة
الاعلى منهم دون شهادة الادنى ∴ ولا ينفعها اقراره للاول
اذا جحد للاخر مقامه الاسنى ∴ لانه حبل الله الذى طرف
منه بيد الله وطرف منه بيد العباد ∴ وانه لا نجاة لاحد دون
معرفة عاليهم ودانيهم فى المعاد ∴ قال الله تعالى واعتصموا

بحبل الله جميعا واذا عرفتم هذا بالوجيز من المقالة ؛ لان الرسالة لا تحمل الاطالة ؛ فنقول ان الحبل الذى ندبكم الله الى الاعتصام به احد طرفيه بايديكم ؛ هو اخوكم واقل عبيد امامكم الذى يدعوكم اليه ويهديكم ؛ والطرف الآخر الذى بيد الله هو منتهى حدود عالم النفس ؛ وهو رسول ربكم المؤيد بروح القدس الحال من عالم الدين محل الشمس ؛ وان امام زمانكم محله من الدين محل الرسول ؛ فهو فى وقته منتهى حدود عالم الطبيعة ومطرح اشعة عالم العقول ؛ فمن زعم ان معرفته لنبيه او وصى نبيه او امام زمانه ؛ تكفيه دون معرفة داعى اوانه ؛ ضل عن قصد السبيل ؛ وباء بالعذاب الوبيل ؛ وكانت شهادته لله غير مقبولة ؛ لان اسبابه بجميع الحدود غير موصولة ؛

ترجمہ عبارت منقولہ بالا۔

اور ذکر کرتے ہیں ہم ایک فصل کو کہ آئی ہی بعض علماے موحدین سے رسالہ النجم الثاقب للمهتدين والعذاب الواثب للمعتدين میں بلند کرے خدا تعالی اُس عالم کی بزرگی کو مخلدین کی غرفات میں۔ اے گروہ مومنین و برادران نیکو کار ادا کرنے والے خدا کے عہد و قسم کو کہ دی جائیگی اُن کی کتاب انکی سیدھی جانب سے۔ جانو تم بہتر کرے خدا

تمہاری توفیق اُکھو لیسگرا یت پر تمہارا راستہ کہ تحقیق معارف دینی کا شروع -
رب العالمین کی توحید ہی اور وہ عابدوں کی طاعت کا انتہا ہی اور
متقین کے خوف کی غایت ہی اور ملائکہ مقربین کی عبادت ہی- اور تحقیق
بات یہ ہی کہ وہی ہی وہ شے کہ دعوت کی اُس کی طرف ہر قائم نے اور
دعوی کیا اُسی کا ہر فرقہ اسلام نے اور نہیں جانتے ہم کسی ایک کو
کہ کہے بغیر توحید کے کوئی قول اپنی نجات کے لئے یا اعتقاد رکھے اپنے
ظاہر و باطن کے لئے اور وہ اُس کی شرائط کے وفا کرنے والے نہیں
ہیں اور نہ اسکے حقوق کے ادا کرنے والے ہیں پس نہ فائدہ پہونچائیگی
اُنکو اُنکی توحید اور نہ ہدایت اسکی طرف سوائے اہل حق کے گروہ کے اور
اُسکا بیان یہ ہی کہ نہیں ہوتی بندہ کی توحید اپنے معبود کے لئے بغیر معرفت
اُن حدود کے جو اُسکے اور اُسکے درمیان ہیں- پس مسلمان کہ شہادت دیتے
ہیں کلمۂ اخلاص کی اور وہ سب جماعت اور سنت کے لوگ ہیں (یعنی
خدا اور رسول کی پیروی کرنے والے) اور کلمہ اخلاص وہ ہی کہ فرمایا
رسول خدا صلعم نے اُسکی بابت کہ کہیگا جو اُسے اخلاص کے ساتھ داخل
ہوگا جنت میں اور وہ نہ مقبول ہوگا اُسنے بلکہ واپس کیا جائیگا اپر کیونکہ
وہ نہیں اقرار کرتے مگر صرف رسول کا اور انکار کرتے ہیں مرتبہ وصی کو کہ
جو پہلی حد ہی اُنکے بعد اور اگر ہوتا اقرار رسول بدون اقرار وصی لایق

قبول تو ضرور کافی ہوتی شہادت خدا بدون شہادت رسول صلعم حالانکہ
انکار کیا ہی خدا نے اسکا کہ قبول کرے شہادت کو اُس سے کہ خالی چھوڑا
ہو جس نے کسی حد کو جملہ حدود سے یا بلند کرے اُسکے لیے کوئی عمل
یا مشکور کرے اُسکی عبادت بلکہ نہیں مقبول ہوتی بندوں سے شہادت
اعلیٰ بدون شہادت ادنیٰ اور نہیں نفع پہونچاتا اسکا اقرار کرنا حد اول
کا جبکہ انکار کرتا ہی حد آخر کے مقام جلی کا کیونکہ یہ خدا کی رسی ہی کہ ایک
سرا اُس کا خدا کے ہاتھ میں ہی اور ایک بندوں کے ہاتھ میں ہی اور
حقیقت میں نہیں ہی نجات کسی ایک کے لئے بدون معرفت اعلیٰ و
ادنیٰ - فرمایا خدا تعالیٰ نے کہ پکڑ رکھو خدا کی رسی مضبوطی سے درجبکہ
جان لیا اس امر کو اختصار کے ساتھ کیونکہ یہ رسالہ طوالت کا متحمل نہیں
پس کہتے ہیں ہم کہ تحقیق خدا کی وہ رسی کہ خدا نے اُسے پکڑ رکھنے کا
حکم دیا ہی اُسکا ایک سرا تمہارے ہاتھ میں ہی اور وہ تمہارا بھائی اور
تمہارے امام کے غلاموں کا کمتر کہ وہ بلاتا ہی اُس امام کی طرف اور
ہدایت کرتا ہی اُسکی طرف اور دوسرا سرا جو خدا کے ہاتھ میں ہی وہ
منتہائے حدود عالم نفس ہی اور وہ تمہارے رب کا رسول ہی جو موید
بروح القدس ہی جسکا محل عالم دین میں آفتاب کا محل ہی اور تحقیق
کہ زمانے کا امام اُسکا محل دین میں محل رسول ہی پس وہ اپنے وقت

میں منتہائے حدود عالم لطیفہ ہی اور عالم عقول کے شعاعوں کے جذب ہونیکا مقام ہی پس جو (بوہرہ) گمان کرے کہ اُسکی معرفت نبی اور وصی اور امام زمان کے لئے کافی ہوگی بدون معرفت داعی الوقت۔ بھٹکا وہ سیدھی راہ سے اور اُٹھایا عذاب دبیل کو اور ہوئی اُسکی شہادت خدا کے لئے غیر مقبول۔ کیونکہ اُسکے اسباب تمام حدود سے غیر موصول ہیں۔

عبارت مندرجۂ بالا جو سراپا مہمل اعتراضات کے تحت میں پیش کی گئی ہی اسمیں قوم کے بہی خواہ سر یاوہ صاحب نے یا تو عمداً یا اپنی لاعلمی کی وجہ سے چند غلطیاں کی ہیں۔

(۱) اوّل تو یہ کہ انہوں نے مصنف کی عبارت کے تسلسل کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا اور اپنی مرضی کے موافق اُسے جہاں سے چاہا توڑ پھوڑ کر پیش کردیا جس سے مفہوم اصلی میں بے ربطی کے علاوہ اجمال بھی ہوگیا ہی۔ اور ستم بر ستم یہ کیا کہ بعض نہایت ضروری اور معنی خیز جملوں کو چھوڑ دیا اور بعض کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس سے شاید معترض صاحب کی یہ منشا ہو کہ جس طرح انہیں اہل سنت والجماعت کے بھڑکانے کا موقع مل گیا۔ اہل تشیع کو بھی مشتعل کرنے کا پہلو نکل آئے۔ اسی لئے انہوں نے اُن جملوں کو نظر انداز کردیا جلنے اعتراضات کی خود بخود تردید ہوجاتی ہی۔ کاش وہ اپنی پیش کردہ ٹوٹی ہوئی عبارت کے سلسلہ

میں - وذالک ان توحید عبد للمعبود لا یکون الا بمعرفۃ ما بینہ
و بینہ من الحدود کا ترجمہ (اور اسکا بیان یہ ہے کہ نہیں ہوتی بندہ
کی توحید معبود کے لئے بغیر معرفت ان حدود کے جو اُسکے اور اس کے
درمیان ہیں) کردیتے اور وانکر مرتبۃ الوصی الذی ھو اول الحدود
بعدہٗ (اور انکار کرتے ہیں مرتبہ وصی کو جو پہلی حد ہو رسول کے بعد)
کی اصل عبارت معہ ترجمہ پیش کرتے تو وہ کسی طرح اہلِ تشیع کے مذہبی
جذبات برانگیختہ نہ کرسکتے۔

زہے کرشمہ کہ یوں دے رکھا ہی ہمکو فریب کہ بن پڑھے انہیں سب کچھ خبر ہی کیا کہئے

(۲) ہمارے نکتہ سنج معترض اگر وسیع نظر رکھتے ہوتے اور اپنے
طائرِ خیال کو بجائے ایک طرف کے چو طرفہ پرواز کا موقعہ دیتے تو انہیں
مصنف کے مفہوم کا یہ روشن پہلو بھی نظر آجاتا کہ کافہ اہل الجماعت والسنہ
سے مراد وہ خاص فرقہ نہیں جو اہل سنت والجماعت کے نام سے مشہور
ہی - بلکہ اسکا اشارہ عامہ مسلمین کی طرف ہی تمام مسلمان کلمہ اخلاص
کی شہادت دینے والے کہے جاتے ہیں نہ کہ صرف مسلمانوں کا وہ گروہ
جو سنّی کہلاتا ہی - یہانپر یہ سمجھنا کہ اہل الجماعت والسنہ سے مراد خاص
فرقہ اہل سنت والجماعت ہی ایک فاش غلطی ہی - کیونکہ اوّل تو ہمارے
خیال میں آجتک کسی نے اہل سنت والجماعت کو اہل الجماعت والسنہ

نہیں لکھا علاوہ اسکے اگر فالمسلمون[1] الذین یشھدون بکلمۃ الاخلاص

وھم کافہ اھل الجماعۃ والسنہ کا اشارہ اہل سنت والجماعت

کی طرف مانا جائے تو اِس مبتدا کی خبر اعنی وکلمۃ[2] الاخلاص ھی التی

قال فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ انہ من قالھا مخلصاً

دخل الجنۃ کا اطلاق بھی اہل سنت والجماعت پر ہوگا اور یہ ہرگز مصنف

کا منشا نہیں ہوسکتا۔

تاہم اب اگر ہم معترض صاحب کی دلجوئی اور انکی ہاں میں ہاں

ملانے والے اخباروں کی بدنامی کے خیال سے واقعات صحیحہ پر پردہ

ڈالدیں اور بفرض محال یہ تسلیم بھی کرلیں کہ وصایت کے بیان کے لحاظ سے

اہل الجماعت والسنہ سے وہی فرقہ اہل سنت والجماعت مراد ہے جس کے

طرفدار بنکر ہمارے امن پسند معترض نے دنیاء اسلام میں ہلچل مچا رکھی ہے

تب بھی یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ اِس عبارت میں اہل سنت والجماعت

کا ذکر محض ضمناً آگیا ہے حقیقت میں صاحب عبارت کی دل آزاری کی

نیت ثابت نہیں ہوتی۔ اب رہے اہل تشیع انکو تو کہیں ضمناً بھی کچھ

---

[1] پس مسلمان کہ شہادت دیتے ہیں کلمۂ اخلاص کی اور وہ سب جماعت اور سنت کے
لوگ ہیں (یعنی خدا اور رسول کی پیروی کرنے والے ۱۲

[2] اور کلمۂ اخلاص وہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اسکی بابت کہ کہیگا جو اُسے
اخلاص کے ساتھ داخل ہوگا جنت میں ۱۲

نہیں کہا گیا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ داعی وقت کے دعوی کے بیان میں اسی طرح انکا نام ضمناً بھی نہ لیا جاتا۔ پھر ہمارے پاک باطن معترض کو کس الہام کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ مصنف نے اہل تشیع کو کافر و جہنمی بنایا ہے۔ یہ سراسر افترا ہے۔ البتہ انکے ذکر کی کچھ جھلک نظر بھی آتی ہے تو ہمارے اُسی خیال کے روشنی میں نظر آتی ہے کہ اہل الجماعت والسنہ کا اشارہ عامہ مسلمین کی طرف ہے نہ کہ محض اہل سنت والجماعت کی طرف۔

بہر حال یہ اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ اہل الجماعت والسنہ سے مراد بلا قیل و قال عامہ مسلمین ہیں۔ اب رہا اقرار وصی اسمیں تو دنیاء اسلام متفق علیہ ہے اور خصوصاً صوفیاے کرام اور اہل تشیع کہ مرتبہ وصی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بالا و برتر جانتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بلا وساطت حضرت علی کرم اللہ وجہہ راہ نجات مسدود ہے۔

فاضل مصنف نے یہاں اپنی ہمہ گیر تعلیم میں ایک نکتہ یہ بھی رکھا ہے کہ بجاے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام لکھنے کے صرف لفظ وصی تحریر فرمایا (جس سے کنایۃً حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہو سکتے ہیں) تاکہ اسلام کا وہ فرقہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصی نہیں مانتا بلکہ کسی دوسرے کو اعتقاداً وصی سمجھتا ہو وہ بھی اپنے اعتقاد کے موافق عمل کرے اور اگر وصی سے منصب خلافت مطلب سمجھا جاوے تو اہل سنت والجماعت

بدستور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول مانتے رہیں اور انکی اطاعت کرتے رہیں اسی طرح اہل تشیع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بلا فصل مانتے جائیں۔

اب معترض صاحب فرمائیں کہ اسمیں انکو کیا گنجایش سخن ہے اور اب وہ اسے اسلام کے کس فرقہ کے لئے دل آزار سمجھتے ہیں۔ اور اسمیں کس کو کافر و دوزخی و مشرک کہا گیا ہے۔ ذرا چشم انصاف سے تعصب و عناد کا پردہ اُٹھائیے اور دیکھیے کہ مصنف ضور نور الحق المبین نے کس طرح سب کا دل ہاتھ میں لے کر اپنی مذہبی تعلیم کی کتاب لکھی ہے اور کس طرح دوسرے فرقوں کی دل آزاری کے ہر پہلو کو بچایا ہے ؎

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا — یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اب ہم معزز ناظرین کی خدمت میں معترض کی ایک نہایت زبردست دھوکا بازی پیش کرتے ہیں جس سے کم و بیش اُنکے تمام اعتراضات نقش بر آب نظر آئیں گے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ عبارت جسپر ہم طویل بحث کر چکے ہیں حقیقت میں مصنف کی قلم سے نکلی ہوئی نہیں ہے بلکہ انہوں نے رسالہ نجم الثاقب سے اقتباس کر کے لکھی ہے۔ جیسا کہ مصنف نے صاف لفظوں میں عبارت کے شروع ہی میں لکھدیا ہے۔ اب ذرا اُن اخباروں کی

مزاج پُرسی بھی کرنا چاہئے جو معاوضہ لے کر سر یادہ صاحب کے اس عظیم الشان مغالطہ میں آگئے اور ایک غلط واقعہ کو صداقت کا نمایشی جامہ پہناکر پبلک کے سامنے پیش کر دیا جو زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا اور ہماری وہ پیشین گوئی جو ہم نے مفید روزگار میں زبردست اخبار کے عنوان سے کی تھی بحمد اللہ پوری اُتری۔

تاہم ہم اس ضمن میں معترض کے اس اعتراض پر بھی روشنی ڈالے دیتے ہیں کہ صاحب عبارت کا یہ لکھنا کہ فرقہ اسلام کے کسی فرقہ کی توحید کام نہ آئیگی کیونکہ وہ توحید کی شرائط کو پوری طور پر ادا نہیں کرتے اور نہ توحید کے حقوق کی بجاآوری کرتے ہیں۔ توحید کا راستہ صرف ایک ہی جماعت اہل الحق کو ملا ہے۔

اول تو یہ عبارت النجم الثاقب کا اقتباس ہے تاہم اسکا کھلا ہوا جواب یہ ہے کہ اسلام کے تہتر فرقوں میں سے ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہمیں اہل الحق ہیں اور ہمیں توحید کے تمام شرائط کو پورا کرتے ہیں اگر ایسا نہو اور سب فرقے بالاتفاق کسی ایک کو اہل الحق تسلیم کرلیں تو پھر تہتر فرقوں کی تفریق قائم نہیں رہ سکتی جو رسول مقبول صلعم کی سچی پیشین گوئی کے مطابق ہے اسلئے کسی فرقہ کے اِس خیال پر اعتراض کرنا کہ وہ اپنے کو اہل حق سمجھتا ہے جہالت سے کم نہیں۔

چنانچہ ہم ایک حوالہ انجمن نعمانیہ لاہور کے ماہوار رسالہ بابت ماہ جمادی الثانی تا ماہ رمضان المبارک ۳۳۲ھ صؔ سے پیش کرتے ہیں جس سے آپ کی تسلّی ہو جائیگی کہ ایسے دعوی کا حق ہر فرقہ کو حاصل ہو ”پیارے حنفی بھائیو۔ غیر فرقے اپنی اپنی اباطیل کو پھیلانے کے لئے کس طرح ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ آپ مذہب حق پر ہو کر کیسے خوابِ غفلت میں سو رہے ہیں“!

مجدد لسان عربی الفاظ لاتقبل منھم و ترد علیھم پر ایک محققانہ بحث کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ملا طاہر سیف الدین نے تمام مسلمانوں کو مشرک و مردود الشہادت کافر اور دوزخی بنا دیا نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ سراسر افترا اور ایک مفسدانہ خیال ہے

خدا لگتی نہیں کہتا کبھی اک بات بھی واعظ　　خدا جانے بکا کرتا ہے کیا جھوٹا خدائی کا

ترد علیھم کے معنی اوپر مارا جائیگا یا منھ پر مارا جائیگا جیسا کہ معترض صاحب نے اپنی جدت طبع سے بیان فرمائے ہیں قطعی غلط ہیں۔ ہر پہلو سے اگر اسکے معنی ہو سکتے ہیں تو صرف یہ کہ واپس کر دیا جائیگا یا پھیر دیا جائیگا کلام پاک میں لفظ ترد صرف ایک مقام پر وارد ہوا ہے جسکے وہ معنی کسی تاویل سے بھی پیدا نہیں ہو سکتے جو سرپا وہ صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ اک معمولی لفظ ہے۔ ہر عربی داں یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ

اسکا مادہ رذ ہے اور اسکے صاف اور کھلے ہوئے وہی معنی ہیں جو ہم نے لکھے ہیں اگر صاحب عبارت کا یہی منشا ہوتا جو ہمارے مہربان نے سمجھا ہے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ بجائے نذد علیہم کے تضرب علی وجوھھم یا تضرب علیھم نہ لکھا جاتا جسکے معنی سمجھنے اور سمجھانے میں معترض صاحب کو کسی تاویل کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ مگر وہاں تو مدنظر ہی کچھ اور ہے۔

اب رہا سچے قوم پرست سریا وہ صاحب کا یہ اعتراض کہ ملا طاہر سیف الدین پیشوائے بوہرہ قوم داؤدیہ داعی وقت ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور جس حبل سے تمسک کی خدا نے رغبت دلائی ہے اسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں بتاتے ہیں اور یہ کہ بغیر انکی معرفت کے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔

اول تو یہ کہ کتاب ضوء نور الحق المبین تمام و کمال اسی فرقہ بواہر داؤدیہ کے لئے مخصوص ہے جس کی تعلیم و تلقین کے لئے وہ تصنیف کی گئی۔ علاوہ اسکے عبارت زیر بحث کا یہ حصہ فنقول[1] ان الحبل الذی ندبکم اللہ الی الاعتصام بہ احد طرفیہ بایدیکم ؛ ھو

---

[1] پس کہتے ہیں ہم کہ تحقیق خدا کی وہ رسی کہ خدا نے اُسے پکڑ رکھنے کا حکم دیا ہے اُسکا ایک سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ تمہارا بھائی اور تمہارے امام کا کمتر غلام کہ وہ بلاتا ہے اُس امام کی طرف اور ہدایت کرتا ہے اُسکی طرف ١٢

اخوکم و اقل عبید اماکم الذی بدعوکم الیہ و یھدیکم۔ جب مصنف نے کسی دوسری کتاب سے اقتباس نہیں کیا بلکہ خود اپنا قول بیان کیا ہو اسکے الفاظ اخوکم اور اقل عبید اماکم صاف صاف بتا رہے ہیں کہ ہمارا مخاطب صحیح صرف فرقہ بوہرہ داؤدیہ ہو اور یہاں ہمارے نکتہ سنج معترض نے خود بھی یہ تحریری اقرار کیا ہو اور نہایت جلی الفاظ میں یہ لکھا ہو کہ "مسطورہ بالا عبارت میں طاہر سیف الدین نے اپنے اتباع بوہروں کو خطاب کرکے کہا ہو" اور ایک جگہ عبارت کا ترجمہ کرتے کرتے اہل الحق کے معنی قوسین میں یعنی بوہرہ بھی تحریر فرما دئے ہیں۔ مگر اسی عبارت میں ایک جگہ معترض صاحب نے تغافل بیجا سے کام لے کر دیدہ و دانستہ فمن زعم کے صحیح مخاطب اور حقیقی مشارٌ الیہ کو پردہ میں چھپا کر قوسین میں کیا سنّی کیا شیعہ لکھ مارا ؎

یقیں آئے تو کیونکر آئے احمر تغافل کیش کا پیماں شکن کا

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ معترض کو یہ تسلیم کرنے میں کیا تأمّل ہو کہ یہاں بھی فمن زعم کا اشارہ اسی قوم (بوہرہ) کے اُن افراد کی طرف ہو۔ جو رسالت۔ امامت۔ وصایت کے ساتھ ساتھ داعی وقت کی معرفت کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اور اگر معترض صاحب کو ایسی ہی

وسعت دینا تھی تو بجائے کیا سنی کیا شیعہ کے دنیا کی ہر قوم اور قوم کا
ہر فرد لکھ دیتے تاکہ ہر جگہ انکا رسوخ ہوجاتا اور ہر مذہب والا انہیں
اپنی جماعت میں شریک سمجھتا۔

معترض کا یہ اعتراض کہ ملّا طاہر سیف الدین صاحب
داعی وقت کا دعوی کرتے ہیں اور نجات کے لئے اپنی معرفت کو نہایت
ضروری بتاتے ہیں۔ اول تو انکا مخاطبہ محض اپنے فرقہ بوہرہ داؤدیہ سے
ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں علاوہ اسکے اس اعتراض سے
معترض کے اس تبحّر کا پتہ چلتا ہے کہ انہیں دنیا میں پون صدی رہنے
کے بعد بھی اسکا علم نہو سکا کہ دنیا کی کوئی قوم۔ کوئی فرقہ۔ کوئی مذہب
کوئی گروہ کوئی سوسائٹی ایسی نہیں جسمیں۔ مجدد مجتہد۔ پیشوا اور لیڈر
پیدا نہ ہوئے ہوں یا موجود نہوں اور جنہوں نے اپنی اطاعت اپنی پیروی
کو دین و دنیا دونوں کی فلاحیت کے لئے نہایت ضروری نہ بتایا ہو۔

جو شخص مختلف عقائد کی کتابوں۔ اور مذہبی دنیا کی اچھی طرح
سیر کر چکا ہو اسکی غیور طبیعت ایسی عام باتوں سے مشتعل نہیں ہوسکتی
اگر ہمارے عزلت نشیں معترض نے ایسے ہی عقائد۔ ایسی ہی تعلیم ایسے
ہی احکام جو دنیا کے مختلف مذاہب کی کتابوں میں بالعموم موجود ہیں
اور جنکی اشاعت بغیر دوسروں کی دل آزاری کا خیال کئے ہوئے

ہر جگہ کثرت سے ہوتی رہتی ہو۔ نہ دیکھے ہوں اور نہ سنے ہوں۔ تو دیکھیں کہ ایک مذہبی خیال ایک مذہبی عقیدہ کتنی آزادی سے ظاہر کیا جاتا ہو اور دوسروں کے مذہبی جذبات کا کتنا لحاظ رکھا جاتا ہو۔

معترض صاحب چاہے ہمپر بھی کفر کے فتوے لگوا دیں مگر ہماری انصاف پسند طبیعت یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ مصنف صنور نور الحق المبین نے اپنی نہایت خفیہ مذہبی تعلیم و تلقین کا حق دوسرے مذہبوں کا خیال رکھکر جن مہذب اور شایستہ الفاظ میں ادا کیا ہو اسکی مثال دوسری کتابوں میں ذرا مشکل سے نظر آئیگی۔

اب ہم پہلے کچھ اپنے ہی گھر کی سنانے کے لئے چند نہایت معتبر و مستند مصنفین کی کتابوں کے حوالے دیتے ہیں تاکہ ہمارے تغافل شعار معترض کو اپنے بیجا اعتراضات پر نادم ہونے میں کوئی عذر باقی نہ رہے ملاحظہ کیجئے احیاء العلوم میں امام غزالی رح کیا فرماتے ہیں۔

(۱) تحقیق بات یہ ہو کہ نہیں **مقبول ہو گا بندہ کا ایمان** جب تک کہ وہ ایمان نہ لائے اُن تمام باتوں پر جس کی خبر دی گئی ہو بعد موت اور اُن میں سے پہلا منکر نکیر ہیں کہ جو قبر میں سوال کرینگے رب کا نبوت کا دین کا اور عذاب قبر پر ایمان لائے اور میزان پر ایمان لائے اور صراط کا ایمان لائے اور حوض محمد صلعم پر حساب پر اور اس امر پر کہ پوچھے گا خدا ئند عالم

انبیا سے جسکو چاہیگا اُسکو تبلیغ رسالت سے اور کفار سے جسے چاہیگا اُسکو تکذیب مرسلین سے اور اہل بدعت کو سنت سے اور مومنینہم کو اعمال سے اور ایمان لائے اسکا کہ نکال لیے جائینگے موحدین آگ میں سے بعد انتقام کے۔ اور ایمان لائے انبیا کی شفاعت کا اور علما ر اور شہدا اور مومنین کی شفاعت کا اور اعتقاد رکھے فضل صحابہ کا اور اُنکی ترتیب کا اور اسکا کہ بعد رسول خدا افضل الناس ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اور حسن ظن رکھے اُن سب سے اور تعریف کرے اُن کی جیسی کہ تعریف کی خدا اور اُسکے رسول صلعم نے پس جس نے اعتقاد رکھا ان تمام باتوں کا یقین کے ساتھ ہوا وہ اہل حق سے اور سنت پر چلنے والی جماعت سے اور علیحدہ ہوا وہ گمراہی کے غول سے اور بدعت کی جماعت سے" ملخص ترجمہ عربی عبارت احیاء العلوم مصنفہ امام غزالی رح مطبوعہ مطبع نول کشور ص۹۴ و ۹۵

سر یادہ صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ ایمان کی تکمیل وقبولیت کے لئے چاروں خلفاء راشدین کے فضل کا اقرار اور اُنکو بعد از نبی یکے بعد دیگرے افضل الناس ماننا اور ان سب کی مدح وثنا کرنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لازمی بیان فرماتے ہیں تو ایسے جلیل القدر امام کے قول کے مقابلہ میں آپ کا یہ شور وغوغا کہ " ہر کلمہ گو بلا شرائط غیرے داخل جنت ہوگا"

کیا وقعت رکھتا ہی اور آپ کا یہ واویلا مچانا کہ کوئی فرقہ نجات کامل حاصل کرنے کے لئے کلمۂ اخلاص کے ساتھ ساتھ کچھ اور شرائط کا اضافہ کرتا ہی اسلئے وہ قابل مواخذہ حکومت و مستوجب فتاوی کفر ہی۔ کس حقیقت پر مبنی ہی۔

اب ملاحظہ کیجئے کہ بزرگان دین نے اپنی اطاعت کو کتنے پُرزور الفاظ میں لازمی و ضروری بتایا ہی

دعوی مجددیت

(۲) صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است۔ کما لا یخفی علی الناظرین فی علومہ و معارفہ التی یتعلق بالذات والصفات والافعال وتتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات فیعلمون ان ہولاء المعارف من ذالک القشر واللہ سبحان الہادی .... وبدانند بر سر ہر مائۃ مجددے گذشتہ است۔ اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر۔ چنانچہ درمیان مائۃ والف فرق است در مجدد دین ایضا۔ نیز ہماں قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں و مجدد آنست کہ ہر چند درآں مدت ازفیوض بامتیاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب واوتادانِ وقت بوند و بُدلا و نجُبا باشند۔ مکتوبات حضرت شیخ احمد سرہندی جلد ۲ مکتوب چہارم صد ۱۴۱ و ۱۳

بغیر معرفت احمد بن حنبل کوئی ولی نہیں ہوا

(۳) من المعارف علی بن ادریس انه سأل الشیخ عبدالقادر فقال یا سیدی هل کان للہ ولی علی غیر اعتقاد احمد بن حنبل فقال ما کان ولا یکون۔ غنیۃ الطالبین ص۱۰۶ مصنفہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ مجددیت

(۴) اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے زمانہ کے لوگوں پر یہ احسان کیا ہے کہ اسنے مجھے ایک ایسا طریقہ سلوک عطا کیا ہے جو سب طریقوں سے قریب تر ہے ..... اور میرے رب نے مجھے مطلع کیا ہے کہ ہم نے تجھے اِس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے اور اسکی اعلیٰ بلندی تک پہونچایا اور ہم نے آج کے روز سے باقی سب طریقوں کو حقیقت قرب تک پہنچنے سے مسدود کر دیا بجز اس طریقہ کے جو تجھے دیا گیا اور وہ ایک ہی طریقہ ہے جو کھلا رکھا گیا لوگوں کو چاہیئے کہ تجھ سے محبت کریں اور تیری فرمانبرداری کو ذریعہ نجات سمجھیں اور اب آسمانی برکات اُس شخص پر نازل نہ ہونگی جو تیرے ساتھ بغض رکھیگا اور نہ ارضی برکات کا مورد ہوگا اور مشرق اور مغرب کے لوگ تیری رعیت کردئے گئے اور تو اُن کا بادشاہ مقرر کیا گیا ہے خواہ لوگ تمہاری اس حقیقت سے واقف ہوں یا نہ ہوں اگر واقف ہونگے تو فائز المرام ہونگے اور اگر

بے خبر ہوں گے تو ٹوٹا پا دیں گے (دیکھو تفہیمات الٰہیہ)

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان دعوؤں سے کہ بغیر ہمارے اطاعت کے اور اقرار کے نجات کا راستہ مسدود ہے کیا مسر یا وہ صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے اسلام کے تمام اُن فرقوں کی دل آزاری ہوتی ہے جن کی نگاہ میں ان دونوں بزرگوں کا وہ مرتبہ نہیں جو انہوں نے اپنے دعوؤں میں بیان کیا ہے

شیخ کی ضرورت

(۵) من لیس لہٗ شیخ فشیخہ شیطان (یعنی جسکا کوئی شیخ نہیں اُسکا شیخ شیطان ہے) فوائد الفواد ص ۱۲۵ مصنفہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ۔

(ایضاً) فرمان شیخ ہمچو فرمان رسول است۔ ص ۲۳

(۶) انبیا اور علما کی اطاعت بشرطیکہ علما بمقتضائے منصب نیابت حکمرانی کریں وہ عین خدا ہی کے احکام ہیں۔ حجۃ الاسلام ص ۳۲ مصنفہ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ دیوبند۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی مجددیت اور امامت

(۷) چنانچہ اس صدی میں بھی ایک مجدد آیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ میں اس صدی کا مجدد اور امام وقت ہوں اور اس برگزیدہ انسان کا نام نامی اور

اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور مصلح و مامور ربانی ہو جسنے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اپنے دعوے کو بڑے زور سے دنیا میں شائع کیا اور کہا ؎

آن خدائے کہ از و خلق وجہان بیخبر اند　　بر من او جلوہ نمود است گر اہلے بہ پذیر

(۸) ایضاً۔ "مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کا وجود خدا تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلعم کا ہی وجود ہی تو پھر مسیح موعود کو احمد قرار دینا اپنے معنوں کے لحاظ سے اور خدا تعالیٰ کے قول و فعل کی تصدیق سے بالکل سچ اور حق ہی کیونکہ مسیح موعود نے فرمایا " اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہی اسنے مجھ کو نہیں دیکھا ہی اور نہیں پہچانا۔ اور میرے بغیر سب تاریکی ہی (خطبہ الہامیہ)

ایک زندہ مجتہد کا ماننا فرض ہی

(۹) چونکہ تقلید میت سے ویسا نفع نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس شخص سے ہمکو انتفاع ہو گا جو کہ زندہ ہم میں موجود بھی ہو اس بنا پر تقلید مجتہد ہی کو فرض سمجھا ہی۔ حمایت الاسلام صفحہ ۳۴ مصنفہ علامہ ہندی سید احمد صاحب مجتہد العصر۔

اور ملاحظہ ہو۔ کہ ہر فرقہ اپنی تصدیق میں غیر کی تکذیب و تکفیر و توہین و تذلیل کس طرح کھلے الفاظ میں کرتا ہی۔

(۱۰) جو لوگ صحابہ سے غیض رکھنے والے ہیں بیشک صریح کافر ہیں۔

اظہار الحق صـ۲۷ مصنفہ مولانا حکیم احمد حسین صاحب۔

امام غائب کا نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے

(۱۱) اب نزاع اسی قدر ہے کہ منکر امام زماں کافر ہے یا نہیں حالانکہ خود اسی حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اسکی موت موت جاہلیت ہوگی جسمیں کسی کو عذر نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ صلعم نے اسکو کافر کہا ہے۔

اصلاح صـ۱۵۹ جلد ۱۲ بابت ماہ جمادی الآخر ۱۳۲۸ھ

سات کروڑ مسلمان کافر دوزخی ہیں

(۱۲) ایضاً۔ امام غائب کے منکر کروروں مسلمانوں کو ہم وہی سمجھتے ہیں جو رسول اللہ نے فرمایا ہے کلھم فی النار الا واحدۃ (یعنی وہ سب جہنمی ہیں سوائے ایک فرقہ کے) رہا یہ کہ ایک مفروضہ امام غائب کے انکار سے سات کرور مسلمانوں کا کفر لازم آتا ہے تو امام تو بہت رفیع ہے ایک حرف قرآن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے جسمیں کسی کو عذر نہیں ایک خنزیر کے حلال جاننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو آپ کو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ منکر امام کافر ہے۔

(۱۳) ملا علی قاری نے اپنی تصنیفات میں اور عبد الشکور سلمی نے اپنی تمہید میں بعد نقل عقائد حضرات شیعہ صاف طور پر کفر کا فتویٰ لکھ دیا ہے۔

اظہار الحق مصنفہ مولوی احمد حسین صاحب صـــ۲۷

غیر از شیعہ اثنا عشری تمام جہنمی ہیں

(۱۴) درضمن نقل اقوال و بر ہر تقدیر مشروط است بانکہ فعلے کہ موجب ارتداد باشد ازو صادر نشود چنانچہ مذکور شد و در کفرے کہ مقابل ایں ایمان است داخل اند جمیع فرق ارباب مذاہب باطلہ از کفار و مشرکین و منافقان و سنیان و سائر فرق شیعہ از زیدیہ و فتحیہ و واقفیہ و کیسانیہ و ناؤسیہ و ہر کہ غیر شیعہ اثنا عشر یست زیراکہ ایشاں مخلد در جہنم اند۔ حق الیقین مصنفہ مولانا باقر مجلسی صـــ۳۳۳

اہلسنت والجماعت جہنمی ہیں

(۱۵) اے عمار قریب است کہ قتل کند ترا گروہ باغی خواہند خواند ایشاں ترا بسوئے دوزخ و خواہی خواند ایشاں ترا بسوئے بہشت و شک نیست کہ ہمراہیان معاویہ عمار را کہ ہمراہ علیؓ بود قتل کردہ اند پس معلوم شد کہ ہمراہیاں معاویہ کہ اہل سنت والجماعت بودند جہنمی بودند۔ دفع المغالطہ صـــ۱۸۶

جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نہ مانے کافر ہے

(۱۶) قرآن شریف میں انبیا کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں اسلئے ہم آپ کے منکرین کو کافر کہتے ہیں۔ تشحیذ الاذہان جلد ۶ صـــ۱۲۱

(۱۷) ایضاً۔ جو حضرت صاحب (یعنی غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔ صفحہ ۱۴۰

جعفر نہروانی

جو پوچھا کبھی شغل تنہائی اُن سے کہا گننے ہیں ہم خطائیں کسی کی

اب عقیدت کیش مرشد شناس معترض شیخ البواہر کی کتاب ضوءِ نور الحق المبین پر اعتراضات مذکورہ کی بوچھار کرتے کرتے یہانتک اُتر آئے ہیں کہ "ملا طاہر سیف الدین نے بزرگان دین مثل جعفر نہروانی وغیرہ کو گمراہ کرنیوالا شیطان۔ مصاحب ابلیس۔ اور قرین (رہم پیالہ و ہم نوالہ) رحمت خدا سے ناامید شیطان۔ دشمن آل محمد۔ فتنہ پرداز وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے"۔ اور اپنی ہمنوائی میں نظام المشائخ دہلی کو بھی لے لیا ہے چنانچہ اسکے اڈیٹر صاحب بھی اپنی اشاعت بابت ماہ رمضان ۱۳۴۳ھ میں تحریر فرماتے ہیں "سنیوں کے ایک صوفی منش بزرگ حضرت جعفر نہروانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت الفاظ۔ خناس شیطان مصاحب ابلیس وغیرہ مصنف ضوء نور الحق المبین کے قلم سے نکلنے نہ صرف اسلئے نامناسب تھے کہ مصنف ملا صاحب ایک مقدس شایستہ شخصیت رکھتے ہیں بلکہ اسمیں خدائے عزوجل سے بھی سرتابی و سرکشی پائی جاتی ہے"۔

لہ بخیال طوالت اصل عبارت قلم انداز کر دی گئی ہے ۱۲

اوّل تو ہمارے دو نو نکتہ سنج معترضین نے یہی سمجھنے میں یہاں بھی غلطی کی ہے کہ یہ مصنف کی عبارت ہے یا کسی اور کی ؂

چون بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

اگر ہمارے معترضین اس کتاب کا اچھی طرح مطالعہ کر لیتے تو وہ کبھی ایسی سخت غلطی کے مرتکب نہوتے۔ جناب والا کتاب کی عبارت ملاحظہ فرمائے کہ یہ الفاظ ملا طاہر سیف الدین کی قلم سے نکلے ہیں یا انہوں نے احمد علی حمید الدین کی کتاب سے اقتباس کئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ کتاب زیر بحث)

ہمیں یہاں نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ ایک اخبار کے اڈیٹر یا ایک رسالہ کے مدیر کو ایسی فاش غلطی سخت بدنام کر دیتی ہے۔

دوسرے یہ کہ معترضین نے اسکے سمجھنے میں بھی غلطی کی ہے کہ جن جعفر نہروانی کو برا بھلا کہا گیا ہے یہ وہی صوفی منش بزرگ جعفر شیرازی ہیں جنکا مزار احمدآباد میں موجود ہے۔ اگرچہ ہمیں جعفر شیرازی کو بھی ایک صوفی منش بزرگ ماننے میں تامّل ہے۔ کیونکہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے روزنامچہ میں جہاں تمام بزرگوں کے مزاروں کے حوالے دئے ہیں۔ حتیّٰ کہ جسمیں اپنے ناٹک دیکھنے کا بھی ذکر کیا ہے اسمیں اس مزار کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ اس سے کم سے کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ جعفر شیرازی بھی کوئی صوفی منش بزرگ نہ تھے۔ ورنہ یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ تصوّف کے بڑے حامی خواجہ صاحب اس صوفی منش

بزرگ کے فرار کو نظرانداز کرجاتے۔

ہمیں جہاں تک تحقیقات سے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جعفر بہروانی دراصل پہلے فرقہ بواہیر کے ایک فرد تھے۔ جیساکہ عبارت کے الفاظ سے بھی مترشح ہے جو کسی وجہ سے اپنے آبائی مذہب سے پھرکر مذہب اہل سنت والجماعت میں داخل ہو گئے تھے اور اپنے بڑھے ہوئے جوش کی وجہ سے فرقہ بواہیر کے خلاف عرصہ تک سخت صدائے احتجاج بلند کرتے اور اسکی تذلیل و تکذیب کرتے رہے۔ اور وہ اسمیں اس معنی سے کامیاب بھی ہوئے کہ انہوں نے اس فرقہ کے بہت سے لوگوں کو اپنا ہمخیال بنالیا۔ مگر ہمیں یہ کہیں سے پتہ نہیں چلتا کہ جعفر بہروانی وہی بزرگ ہیں جو جعفر شیرازی کے نام سے احمدآباد میں مدفون ہیں۔ تاہم ہمیں اسکے مان لینے میں عذر نہیں کہ انہیں جعفر شیرازی کو بُرا بھلا کہا گیا ہے جنکا مزار احمدآباد میں ہے۔ مگر پھر بھی کسی قوم کا کوئی فرد اُن نا ملایم الفاظ کو کچھ بھی اہمیت نہیں دے سکتا جو مصنف نے ایک دوسری کتاب سے لئے ہیں۔

انسانی فطرت اور مذہبی جذبات کی برانگیختگی کے اثرات ایسے ہی ہوتے ہیں معترض صاحب ذرا خود اپنے مذہبی احساس کو ٹٹولیں اور پھر انصاف سے یہ کہیں کہ اگر فرقہ اہلسنت والجماعت یا اہل تشیع میں سے کوئی شخص علحدہ ہوکر انکی مذمت پر تل جائے اور برسرعام انکے مذہب

کی توہین کرے لوگوں کو بھڑکائے تو کیا علمائے کرام و مجتہدین عظام اسکے خلاف اس سے سخت اور بدترین الفاظ استعمال کرنے میں اپنے مذہبی جذبات کو روکے رہینگے۔ یہ ایسا اہم سوال ہے کہ ہمیں اسکا جواب بجز نفی کے اور کچھ نہیں ملسکتا۔

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید وہ جب آئینہ دیکھینگے تو ہم اُنکو دکھادینگے

محسن الملک بہادر نواب مہدی علیخاں صاحب مرحوم کے تبدیل مذہب کرنے اور اسکے خلاف آیات بینات لکھنے پر اہل تشیع نے انکے خلاف جن ناپاک الفاظ میں کئی کتابیں لکھی ہیں اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ہم بخیال طوالت صرف ایک کتاب کے چند فقرات لکھتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ محسن الملک مرحوم کوئی معمولی شخصیت نہیں رکھتے تھے۔

"علم اسکا بوحی ملک العلام ہے یا بکشف و الہام یا از قبیل اضغاث احلام یا مثل شیطانی احتلام ہیں۔ آپکے منھ میں کسی نے لگام نہیں دی ہے جو جی چاہتا ہے بکتے ہیں" رمی الجمرات مصنفہ خادم حسین صہ ۵۵

ایضاً "کوئی بات آپکی تلبیس ابلیسی سے خالی نہیں" صہ ۲۳۳

ایضاً "اگر پیغمبر خدانے بھی استاد شیطان ..... کو تھوڑی سی مہلت دی کہ شیطان کو اپنے سایہ سے بھگا کر اور اسکا کاروبار اپنے سر پر اٹھاکر

آپ کے ایسے خلاف الصدق پیدا کریں جو کبھی شیطان کے باپ سے بھی پیدا نہ ہوتے" صلہ ۱۹

ایضاً "فرعون ثانی حضرت مخاطب ہوے۔ تمہارے لئے خدانے مجھ کو موسیٰ کیا ہے" صلہ ۴۹

اسی طرح مولوی سید احمد صاحب پہلے سنّی المذہب تھے انہوں نے شیعہ مذہب اختیار کر کے سنّیوں کے خلاف انوار الہدیٰ کتاب لکھی چنانچہ اسکے جواب سنّیوں کی طرف سے جسقدر سخت سے سخت ہوے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔

ذرا ذرا سے فروعی اختلافات میں جو دشنام بازی کے بازار گرم ہوتے رہتے ہیں وہ عوام کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔

سرپاوہ صاحب ذرا یہ تماشا بھی دیکھیئے کہ ایک ہی فرقہ کے ایک ہی اعتقاد کے دو بزرگ کس طرح لڑتے ہیں۔

تحذیر عباد اللہ مصنفہ مولوی محمد فقیر اللہ صاحب صفحہ ۲ میں مولانا حافظ عبداللہ غازیپوری کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

"الحاد و فساد و احداث و ایجاد در دین رب العباد کے سکر سے آپ سرگردان و سکران ہیں"

صفحہ ۶۔ "دیکھو ملحد ثناء اللہ کتنی محرمات ابدیہ کو حرام بنا چکا ہے"

ایضاً صفحہ ۲۸ ر "کشمیری دجّال بلا مثال بلا مثال نے اسجگہ بصد مجبوری منافقانہ حق کا اقرار پھر اُسکا انکار" الخ

اشتہار منجانب مولوی محمد خاں صاحب منڈلوی بمخالفت شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ وکعبہ بریلوی۔

"اور اگر کہیں بڑے حضرت (مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی) کچھ بولے تو ابھی تک انکی وہابیت ہی کا اظہار ہو رہا ہی۔ پھر یہ بھی ثابت ہوگا کہ یہ وہابی ہی نہیں بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلبیت کے دشمن آپ کے مذہب کے راہزن اور پکے رافضی ہیں"

سر یاوہ صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ آپس کی ذراسی مخالفت میں کیسے کیسے اکابرین اسلام کو سخت و درشت الفاظ سے یاد کیا گیا ہو۔ اور سنیے

"سوالف وہابیت کی تصویر" منجانب مولوی برہان الحق صاحب

"اسمٰعیل دہلوی۔ گنگوہی (مولوی رشید احمد صاحب) و تھانوی (مولانا اشرف علی صاحب) و نانوتوی (مولوی محمد قاسم صاحب) صاحبان سارے کے سارے نہ دریردہ بلکہ علانیہ کٹّے مشرک نکلے"۔

سر یاوہ صاحب ملاحظہ فرماویں کہ حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بزرگ نے کیسے سخت الفاظ میں یاد فرمایا ہو

جناب مجدد مأتہ حاضرہ امام اہلسنت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خانصاحب

قبلہ و کعبہ اپنی تصنیف الکوکب الشہابیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر ہی کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعیلیہ اور اسکے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کبیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہاے کرام و اصحاب فتاویٰ اکابیر اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ رجوع اور از سرِ نو کلمہ پڑھنا فرض اور واجب"

غلام احمد صاحب قادیانی نے علماء اہل سنت والجماعت کو جن الفاظ سے یاد کیا ہی اس سے زیادہ گندے الفاظ کسی کو میسّر نہیں آسکتے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔ قصائد احمدیہ وغیرہ

خبیث۔ شیطان۔ مضل۔ کذاب۔ ناری۔ غوی۔ اجہل احمق۔ شقی۔ ذیب۔ کلب۔ ملاعین۔ اشرار۔ لیام۔ فتّان دجّال۔ مفتری۔ اوباش۔ بے ایمان۔ بے حیا وغیرہ وغیرہ"

بہتان عظیم

خشت اوّل چوں نہد معمار کج　　تا ثریا میرود دیوار کج

ہمارے عجز پسند و منکسر مزاج معترض نے ملا طاہر سیف الدین پر ایک اعتراض یہ بھی جڑا ہی کہ "شیخ البواہر کا یہ قول ہی کہ میں سول

مقبول کا ہمسر اور خدا کے عرش پر خدا کے ساتھ برابر کا بیٹھنے والا ہونا معلوم نہیں کہ سریادہ صاحب قبلہ نے صنو نور الحق المبین کی کس عبارت اور کن الفاظ سے یہ مطلب نکالا۔ کتاب زیر بحث اسوقت ہمارے سامنے موجود ہے اور ہم اچھی طرح اسکا مطالعہ کر کے تنقید کے لئے تیار ہوے ہیں۔ مگر ہمیں کتاب بھر میں کسی جگہ ایسے الفاظ نہیں ملے جنمیں اشارۃً کنایۃً بھی یہ مضمر ہو۔ ہم نے اس اعتراض کے قائم رہنے میں معترض کا ردیہ بھی اختیار کیا۔ اور ہمارا علم۔ ہماری عقل۔ ہماری سمجھ جہاں تک کام کر سکتی تھی ہم نے تاویل بھی کر دیکھی مگر حاشا کہیں سے معترض کے اس اعتراض کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ اس تلاش و جستجو میں ہماری عقل سلیم بار بار نگاہ کو الفاظ مملوک آل محمد او اقل عبید احا کم کے طرف پھیر کر ایک زبردست دلیل یہ پیش کر دیتی ہے کہ ایک ایسا فاضل عالی دماغ شخص معترض کی طرح دورنگی اور متضاد باتیں کیونکر کر سکتا ہے کہ کہیں تو وہ اپنے کو آل محمد کا غلام۔ اور امام کا کمترین غلام کہے اور ایک جگہ رسول مقبول کی ہمسری اور خدا کی ہم نشینی کا دعوی کرے یہ سراسر افترا ہے ہمارے حق گو مولانا ولی محمد اسمٰعیل سریادہ صاحب تو خیر مرد میدان بنکر نکلے ہیں۔ انہیں تو فطرتاً ایسے مغالطے دے دیکر حملہ

کرنا ہی چاہیے مگر نظام المشائخ اور البرید وغیرہ کے قابل اڈیٹروں
کو کیا ہوا کہ ایسے صریح بہتان میں سر یادہ صاحب کی ہاں میں ہاں
ملا کر ایک شرمناک جرم کے مرتکب ہوے۔ یہاں اُنکا یہ عذر بھی معقول
نہیں سمجھا جا سکتا کہ انہوں نے کتاب کو نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ انکے
اخباروں میں اصل عربی عبارت بھی شایع ہوئی ہے۔ ہاں یہ اور بات
ہے کہ وہ عربی نہ جانتے ہوں اور محض سر یادہ صاحب کی تحریر پر صدقت
کہکر یہ لکھ مارا ہو مگر پھر بھی ایک اخبار کا اڈیٹر اور ایک رسالہ کا مدیر
جو تمام دینی اور دنیوی معاملات میں راے زنی کا حق رکھتا ہو ایسی
ناقابل تلافی غلطی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتا۔

عرض و فریاد

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد   وہ بھی قسمت سے ترا چاہنے والا نکلا

اب ہمارے قانون داں معترض عرض و فریاد پر اُتر آے ہیں
اور بہت سے اُردو اخباروں کو معقول محنتانہ دے کر اپنا وکیل
بنا لیا ہے اور خود تمام امراء و وزراء نوابان حتیٰ کہ عامہ مسلمین کے
مختار عام بنکر عدالت میں یہ عرضی دعویٰ پیش کرتے ہیں "کہ چونکہ
شیخ البواہر ملا طاہر سیف الدین نے بلا ضرورت غرور و تکبر کے نشہ
میں چکچور ہو کر اپنی علمیت جتانے کے گھمنڈ میں کتاب ضوء نور الحق المبین

کے وسیع نا بدان کے ذریعہ سے اپنے خیالات فاسدہ اور حسد وکینہ کو ظاہر کیا ہے اور اپنی دل شکن دل آزار مخل اتحاد واتفاق۔ فتنہ وفساد کی جڑ بنیاد مفسدانہ حملہ اور باغیانہ تصنیف سے تمام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے جس سے امن عامہ میں خلل واقع ہونے کا یقین کامل ہے۔ اسلئے گزارش ہے کہ اِس کتاب کو قانون مطابع کے تحت میں ضبط کرکے دریا برد کرا دیا جائے اور چونکہ اسمیں نو کروڑ مسلمانوں کو کافر ومشرک بنا کر عامہ مسلمین کی دل آزاری کی ہے اسلئے گورنمنٹ اسکے مصنف ملا طاہر سیف الدین سے قانونی انتقام لے اور اُن سے اور انکے فدائیان کے اِس بدعقیدہ سے دینی اصول کے مطابق توبہ کرائے اور اگر وہ اور انکے اتباع توبہ نہ کریں تو علمائے شریعت و مفتیان ملّت بیضا بمفاد حدیث شریف اذا ظهرت البدع فی امتی فلیظهر العالم العلمہ اپنا اپنا علم ظاہر کرکے اِس بدعت شنیعہ کے مٹانے میں ایک ادنیٰ دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کریں کیونکہ طاہر سیف الدین نے بے وجہ مذکورہ بالا ہادیان اسلام کو سب وشتم کرکے بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور اسکے اتباع اور انکو کافر ومشرک و دوزخی ٹھہرایا ہے لہذا انکے مقالہ واہیت باطلت کی بدلائل تردید فرما کر مسلمانوں کے دلوں سے شبہات کو دور کریں اور بمفاد آیہ کریمہ ومن لم یتب فاولئک هم الظالمون فتویٰ جاری کرکے اسلامی دنیا میں مشتہر کردیں اور سب کے سب بارگاہِ مجیب الدعوات میں اسکے شاکی ہوں"

غیر معترض صاحب تبع نہ تین میں نہ تیرہ میں - مگر سخت تعجب اڈیٹران صاحبان
خطیب ونظام المشایخ دہلی - کانگرس دہلی - البرید کانپور وغیرہ پر
ہو کہ جنہوں نے یکزبان ہو کر ملا صاحب کی اِس مذہبی تصنیف کو پولٹیکل
باغیانہ کتاب سے مشابہت تامہ دینے کی سخت کوشش کی ہو - اور حکومت
کو قانونی مغالطہ دے کر اُسے قابل ضبطی قرار دینا چاہا ہو - حالانکہ انکے مابین
کوئی وجہ شبہ قائم ہی نہیں ہوسکتی - نہایت افسوس کی بات ہو کہ ایک اخبار کے
اڈیٹر کو یہ بھی نہیں معلوم کہ قانون مطابع کیا چیز ہو اسمیں کتنی دفعات ہیں
اور انکا کیا منشا ہو - اور نہ اسکا علم ہو کہ ایک پولیٹکل باغیانہ کتاب اور
ایک مذہبی تعلیم کی کتاب میں کیا امتیازی فرق ہو -

یہاں پر ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ جس طرح اخباروں نے باوجود لاعلمی
کے صنو، نور الحق المبین پر ایک مجہول الحیثیت شخص کے مراسلے پر لمبے
چوڑے مضامین لکھ مارے ہیں تو کیا وہ ایسی خبر کو بھی جو پولٹکس سے تعلق
رکھتی ہو ایسے ہی مجہول الذات کے کہنے سے اپنے اخباروں میں شایع کرنے
کی جرأت کرینگے اگر وہ اس بات پر ذرا بھی غور کرتے تو انہیں خود بھی یہ معلوم
ہو جاتا کہ مذہب اور سیاست میں کیا فرق ہو اور انکی یہ مشابہت کہاں تک
درست ہو ایک مذہبی جلسہ کھُلے میدان میں کیا جاسکتا ہو - اور ہر مذہب کو
قانوناً یہ آزادی حاصل ہو کہ اُسکی کھُلم کھُلا تبلیغ کیجائے - حتیٰ کہ ایسے مذہبی

جلسے بھی جنسے دوسروں میں اشتعال پیدا ہونیکا اندیشہ ہو ایک احاطہ میں کیئے جاسکتے ہیں مگر ایک ایسا پولیٹیکل جلسہ جسمیں پولٹیکل باغیانہ تقریریں کیجا سکیں خفیہ سے خفیہ طور پر بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گورنمنٹ عالیہ کا نظم مملکت اڈیٹروں کے ہاتھ میں نہیں کہ وہ بلا وجہ قانون مطابع میں ایک ایسی دفعہ کا اور اضافہ کرادیں جسکا منشا برعکس یہ ہو کہ ایک اخبار کا اڈیٹر تو جسے چاہے ادائے فرض سے روک سکے مگر ایک پیشوائے قوم خفیہ طور پر بھی اپنی مذہبی تعلیم و تلقین سے مجبور رہے۔ شاید چند در چند مشاہدات سے بھی انہیں اسکا پتہ نہیں چلا کہ گورنمنٹ خود اسقدر وسیع نظر رکھتی ہے کہ وہ بلا کسی اخبار کے اڈیٹر کے سوجھائے ہوئے ہر ایسی کتاب کو فوراً ضبط کرلیتی ہے جس سے بدامنی کا ذرا بھی احتمال ہو۔ وہ کسی کی مدد کی محتاج نہیں اور نہ وہ کسی کے بھروسہ پر مدتوں سے برسر حکومت ہے۔

اڈیٹر خطیب کا یہ فرمانا لطیفہ سے کم نہیں کہ "اڈیٹر کا یہ فرض تھا کہ ملا صاحب کی کتاب کے خلاف اپنی رائے ظاہر کرتا اور کسی شخص کو حق نہیں کہ وہ ادائے فرض سے کسی کو روکے" کیا خوب۔ اڈیٹر خطیب کو تو کوئی ادائے فرض سے نہیں روک سکتا۔ مگر اڈیٹر خطیب شیخ البواہر کو ان کے مذہبی فرائض سے روکنے کا ضرور حق رکھتے ہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں

جبکہ یہ اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ نہ تو کتاب ضوء نور الحق المبین اور نہ اِسکی تعلیم باغیانہ ہی اور نہ وہ کسی قانون کی زد میں آسکتی ہی نہ اس سے گورنمنٹ کے عز و جلال رعب و داب میں فرق آتا ہی۔ اور نہ اس سے کسی مذہب کی توہین ہوتی ہی

سر یاوہ صاحب اور انکے ہمخیال اڈیٹروں کی رائے میں ضوء نور الحق المبین تو ضبطی کے قابل ہی۔ مگر شاید انہوں نے دوسری مذہبی کتابیں نہیں دیکھیں جن سے صحیح معنوں میں ایک دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہی۔

مذہبی آزادی کے قانون سے اسوقت جو کچھ فائدے اُٹھائے گئے ہیں وہ ظاہر ہیں [1] انمیں سے چند ہم پیش کر چکے ہیں اور اگر انہیں بھی کتب بینی کا شوق رہا ہی تو اُنہوں نے بھی دیکھا ہوگا کہ دیو سماجی۔ آریہ۔ عیسائی حتیٰ کہ سُنّی اور شیعہ اپنی مذہبی تحریروں میں کس بیباکی اور کس آزادی سے دوسروں کی تذلیل و تکذیب کرتے رہتے ہیں ہم یہاں بخیال طوالت صرف ان کتابوں کے حوالے دئے دیتے ہیں جن سے یہ صاف معلوم ہو جائیگا کہ ایک مذہبی کتاب کسقدر آزادی سے لکھی جاتی ہی اور گورنمنٹ ایسی دل آزار کتابوں کو کس حد تک قانونی گرفت میں لیتی ہی ۵

نازہی گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

---

[1] دیکھو صفحہ ۲۲ تا صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۹ تا ۴۲

چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔ رسالہ خدا کی نیند مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱ء رسالہ خدا کا جھوٹا یقین اور اسکے بہت بڑے خوفناک نتیجہ مطبوعہ جیون پریس صفحہ ۵۲۔ ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی کے صفحات ۶۶۲۔ ۶۶۴۔ ۶۷۴۔ ۶۷۹۔ ۶۸۱ وغیرہ وغیرہ۔ ترک اسلام مصنفہ دھرمپال صفحہ ۶۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱ وغیرہ وغیرہ اس رسالہ میں ابتدا سے انتہا تک مذہب اسلام کی جسقدر توہین کی گئی ہے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مگر نہ تو اسکے خلاف کسی گورنمنٹ سے اس طرح عرض و فریاد کی بلکہ اسکے خلاف اسقدر محققانہ علی التعداد جوابات دیئے گئے کہ مصنف کو خود اقرار کرنا پڑا کہ میرے جواب میں درجنوں کتابیں لکھی گئیں مگر (بقول مصنف) ان سب کتابوں سے دو کتابیں ایسی ہیں جنکے مصنف نئی روشنی کے آلات سے آراستہ و پیراستہ ہوکر آئے ہیں۔ ایک ترک اسلام مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ دوسری "نورالدین" مصنفہ حکیم نورالدین قادیانی نہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اور نہ حکیم نورالدین صاحب مرحوم نے دھرمپال کی کتاب سے ڈر کر بزدلانہ آہ و بکا۔ عاجزانہ دشنام بازی کی ہے اور نہ لاجواب ہوکر حکومت سے اسکی شکایت کی بلکہ وہ مردانہ وار میدان میں نکلے اور ترک اسلام کے حملوں کو ترک اسلام بنکر روکا اور خود ایسے زبردست حملے کئے کہ مقابل کو اعتراف کرکے پسپا ہونا پڑا

اب عیسائی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیجئے اور انصاف سے کہئے کہ ملا طاہر سیف الدین کی کتاب ضوء نور الحق المبین دل آزار ہے یا کتاب عدم معصومیت محمد مصنف جیمس منیرو پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

عیسائی - موسائی - آریہ - مسلمان انکے مذہبی عقائد میں تو خیر زمین آسمان کا فرق ہے اب ہم آپس کی دل آزاریاں اور گالیوں سے بھری ہوئی کتابیں پیش کرتے ہیں - کہاں ہیں اسلام کے حامی - کہاں ہیں اپنے دلوں میں مذہبی جذبات کا کچھ بھی احساس رکھنے والے آئیں اور دیکھیں کہ شرح کنز مکتوم صفحہ ۷۵ میں اسلام کا دوسرا سچا بہی خواہ - اسلام کی سب سے زیادہ اشاعت کرنے والا - اسلام کو فلک عروج تک پہونچانے والا - اسلام پر اپنی ہستی مٹا دینے والا - اخلاق محمدی کا سچا نمونہ - خدا کے حبیب کا پیارا عمرؓ کیسے ناگفتہ بہ الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اور آؤ اسمیں دل آزاری کے صحیح معنی دیکھو - ایک نہیں بلکہ تنزیہ الانساب - عین حق نما - مسکت المخالف - دلیل المتحیرین وغیرہ وغیرہ بھی ایسے ہی دل آزار مضامین سے بھری ہوئی ہیں -

ایسی صدہا کتابیں ہیں جنمیں شیعوں نے سُنیوں کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اِسی طرح سنیوں نے بھی اپنی کتابوں کشف الدجیٰ - اسرار الہدیٰ - مرآۃ الحق - ہدایۃ الشیعہ - اظہار الحق -

رد الروافض ۔ صواعق محرقہ ۔ خلافت شیخین میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم   کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

خیر شیعہ اور سنی پھر بھی مذہباً ایک امتیازی فرق رکھتے ہیں انکا ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنا زیادہ اہم نہیں ہو سکتا ۔ ہم ایسے بھی نمونے دکھا چکے ہیں کہ ایک ہی مذہب ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی ایمان کے لوگ بزرگان دین پر کس کس طرح کے اتہامات لگا کر اپنے بھائیوں کی دل آزاری کرتے ہیں ۔ یہاں ہم بطور نمونہ کے ایک اور پیش کرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیے یزید نامہ ۔ محرم نامہ مصنفۂ خواجہ حسن نظامی صاحب صفحہ ۸۲ و ۸۸ و ۱۰ و ۴۴ و ۸۰ و ۱۱۸ و ۱۲۰ و ۱۸۶ و ۱۸۷ جسمیں حضرت امیر معاویہؓ پر اتہامات لگانے میں کسی کے جذبات کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ۔ یہاں تک کہ مصنف کو خود بھی اعتراف ہے کہ "لو میں سچی بات کہکر شیعہ سنّی دونوں کے متعصب لوگوں کو ناراض کرنے کا سامان کرتا ہوں محرم نامہ پر تو چند درشت مزاج سنّی بگڑے تھے ۔ مگر یزید نامہ کو دیکھ کر سُنیوں کی بڑی تعداد ناک بھوں چڑھائیگی" ملاحظہ ہو یزید نامہ صفحہ ۱۳۹

فتوؤں کی دھمکی

بلا سے کوئی ادا اُنکی بدنما ہو جائے   کسی طرح سے تو مٹجائے ولولہ دل کا

اب رہی سر یادہ صاحب کی یہ دھمکی کہ ہم مختلف مقامات سے

علماء کرام اور مفتیان عظام سے ملا طاہر سیف الدین کے خلاف کفر کے فتوے دلائیں گے[۱]۔ گو انکی یہ دھمکی کوئی نئی نہیں۔ ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے اخباروں میں مضامین شایع کرائے ہیں اسی طرح وہ علما سے کفر کے فتوے بھی دلوا سکتے ہیں۔ ہم کیا تمام زمانہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کفر کے فتوے اسقدر کثرت اور ارزانی سے فروخت ہوتے رہتے ہیں جسکا بیان نہیں۔ کسی نے ذرا بھی فروعی عقائد میں اپنا اختلاف ظاہر کیا اور قوم کے مفتیوں نے جھوا بھر کے کفر کے فتوے اسکے سر پر اوندھا دیئے۔

غریب سرسید نے آخر کیا قصور کیا تھا قوم کی بہبودی کی فکر کی۔ مٹی ہوئی قوم کے سنبھالنے کی کوشش کی۔ جاہل قوم کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ قوم کی طرف سے حکومت کے شکوک کو رفع کیا مگر انجام کار قوم کی طرف سے انکی جانکاہی کا یہ صلا ملا کہ تمام اکناف و اطراف ہند سے حتی کہ حرمین شریفین سے انکے لئے کفر کے فتوے منگائے گئے۔ سر بازار گالیاں دیں۔ بھرے مجمع میں جوتا پھینک مارا۔ صرف اس قصور پر کہ وہ معراج جسمانی نہیں مانتا ایسی ہی اور فروعی اختلاف ظاہر کرتا ہے۔ مولانا شبلی مرحوم نے بھی کچھ قوم کے ساتھ کم سلوک نہیں کئے

---

[۱] دیکھو ذوالقرنین ۴ ار جولائی ۱۹۱۰ء

بچوں کی تعلیم اور مذہبی تاریخی کتابوں کی تصنیف وتالیف میں اپنی زندگی بسر کردی مگر قوم کے علمانے اُسپر اور اُسکے مدرسہ ندوہ پر صرف اسلئے کفر کے فتوے لگادئے کہ وہ تہتّر فرقوں والی حدیث کو موضوعہ سمجھتے تھے اور اُنہوں نے اوقاف کو جائز کام میں لگانے کی کوشش کی تھی۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ومولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند وغیرہ وغیرہ کے فیض سے بھی قوم کچھ کم مستفیض نہیں ہوئی مگر وہ بھی کفر وشرک کے فتوؤں سے اپنا دامن نہ بچا سکے۔ یہ تو خیر پُرانے واقعات ہیں ہم کل کی بات کہتے ہیں کہ مولٰنا عبدالباری فرنگی محلی صدر انجمن خدّام کعبہ۔ جنکے صفات جنکی راستبازی۔ جنکی حق پژوہی کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں مگر وہ بھی بعض گوشہ نشین علما کی کفر بازی سے محفوظ نہ رہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ معید روزگار مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۵ء۔ اگر آپ ملا طاہر سیف الدین پر کفر کے فتوے لگوادیں گے تو کونسا نیا کام کریگے اور آپکو کون سی دقّت اُٹھانا پڑے گی۔

ہمارے مصلح قوم وپابند شریعت معترض نے ہر جگہہ اسپر زیادہ زور دیا ہے کہ کتاب ضوء نور الحق المبین سے اسلام میں رخنہ پڑجانے کا اندیشہ ہے اوّل تو یہ خیال خود ایک کمزور خیال ہے۔ آج تیرہ سو برس سے مخالفین اسلام

سخت سے سخت کوششوں میں سرگرم ہیں۔ مگر اسوقت تک اسکے کسی قاعدہ کسی اصول کی تردید نہ کر سکے۔ ہمیں میں چند ایسے بزرگ ہوے ہیں جنہوں نے اسلام کے مٹانے میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا۔ چنانچہ مسٹر ظریف ایم۔ اے۔ اپنی کتاب اسلام اور عقلیت کے صفحہ ۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں ”مسلمان اگر ایک خوشحال آزاد و باعزت۔ اور زبردست قوم بننا چاہتے ہیں تو چاہیئے کہ اوہام پرستی چھوڑ دیں اور عقلیت کے قائل ہوں۔ خانۂ خلیل کو چھوڑیں اور خانۂ خدا یعنی نیچر کو مانیں۔ کعبہ کو چھوڑیں اور دیر میں چلے آویں۔ چاہیئے کہ مومن کافر ہو جائیں اور مسلمان ملحد ہو جائیں۔ چاہیئے کہ کفر کا نام ایمان اور الحاد کا نام اسلام ہو جائے۔“

اگر شیخ البواہر کی تصنیف سے اسلام میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہی تو مسٹر ظریف ایم۔ اے۔ کی اس کتاب سے اسکا یقین کامل ہو سکتا ہی مگر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ مسٹر ظریف یا ایسے ہی خیال کے لوگ اسلام کو مٹا سکے ع این خیال ست محال ست وجنوں۔ ہاں شائد سرپادہ صاحب ایسے ضعیف الاعتقاد افراد بہک جائیں تو تعجب نہیں ؎

چاہ کا نام جب آتا ہی تو چڑ جاتے ہو وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر

سرپادہ صاحب اور اُنکے ہم آہنگ اخبار نویسوں نے جہاں

ملا طاہر سیف الدین پر بیجا اتہامات۔ بد نما الزامات لگائے ہیں جہاں ضوء نور الحق المبین کو امن سوز اور رخنہ انداز ظاہر کیا ہے اور جہاں انکی مذہبی تعلیم و تلقین کو عامہ مسلمین کے لئے دل شکن دل آزار بیان کیا ہے وہاں انکا یہ اجتہادی فرض بھی تھا کہ وہ دنیا کے بے شمار مذہبوں فرقوں سوسائٹیوں میں سے کسی ایک کی تعلیم و تلقین اصول و عقائد کو نمونہ کے طور پر پیش کر کے یہ ثابت کرتے کہ دیکھو تمام عالم کا دل ہاتھ میں رکھنے والے تمام دنیا میں امن و امان قایم رکھنے والے یہ اعتقادیہ اصول اور یہ کتابیں ہیں مگر آہ وہ اسلام اور اُس کی وہ تعلیم۔ مسلمانوں کے وہ اخلاق اور اُن کی وہ ہمہ گیری۔ مسلمانوں کی وہ راست بازی اور اُن کی وہ دلربائی جو حقیقت میں نمونہ تھی خواب و خیال ہے۔ اب انہیں بد تر سے بد تر دل آزاری۔ بد اخلاقی۔ دلشکنی۔ فتنہ و فساد۔ نفاق و عناد و دشمنی کے انداز تو۔ نہایت آسانی سے ملسکتے ہیں۔ مگر کیا ہمارے معترض صاحب بھی اپنے قایم کردہ معیار پر کسی کو پورا اتار سکتے ہیں۔

عیسائی۔ موسائی۔ آریہ۔ مسلمان تو مذہباً عقیدۃً حتیٰ کہ تمدنی و معاشرتی زندگی میں بھی متفق نہیں مگر یہاں تو سوال یہ ہے کہ ہم اسلام کے بے شمار فرقوں میں سے کسی کے عمل کو پیش کر سکتے ہیں یا نہیں معترضین کس کس کو روئیں گے۔ ذرا دنیائے اسلام کی سیر کریں اور پھر دیکھیں

کہ ملا طاہر سیف الدین نے جو طریقہ تعلیم رکھا ہی یا جو اُنکے یہاں ہمیشہ سے جاری ہی وہ مستحسن ہی یا دوسروں کا انداز ؎

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا یا چل کے دکھادے کمر ایسی دہن ایسا

دو مذہبوں فرقوں کا متحد الخیال ہونا تو بڑی چیز ہی - یہاں ایسے دو متنفس بھی مشکل سے ملینگے جو آپس میں ہمخیال ہوں - اور فطرتاً ایسا ہو بھی نہیں سکتا - کیونکہ ہمیں جو قوت ممیزہ اور عقل عطا کی گئی ہی وہ ایسی ناقص ہی کہ ہم خود بعض اوقات اپنے ہی خیال کو اچھا اور سب سے بہتر سمجھ کر دوسری وقت اپنے اُسی خیال کی تردید کر دیتے ہیں ہمیں کسی چیز کی بھلائی یا برائی کا اسوقت تک تمیز ہی نہیں ہوتا جب تک کہ اسی قسم کی دوسری بری یا بھلی شے ہمارے سامنے موجود نہ کیجاے - یا اسکا فوٹو ہمارے دماغ میں پہلے سے موجود نہو - یعنی ہم کسی شے کو اچھا سمجھنے کی اسوقت تک قابلیت نہیں رکھتے جب تک کہ اسی قسم کی کوئی بُری چیز ہمیں نہ دکھائی جائے - اس انتظام و اہتمام پر بھی ہماری ناقص عقل و تمیز چاہے خود یہ دعوی کرے کہ جس چیز کو میں نے اپنی میزان میں تول کر اسکی اچھائی کا فیصلہ کر کے پسند کیا ہی وہی درست ہی - مگر دوسری جگہہ اسی ایک میزان پر وہی چیز جو پہلے سبک معلوم ہوتی تھی ایک گراں بہا شے نظر آنے لگتی ہی -

اس انسانی فطرتی اصول سے اگر کوئی پیشوا اپنے مذہب کی صداقت میں دوسرے مذاہب کی برائی بیان کرتا ہو تو وہ کیونکر قابل الزام سمجھا جاسکتا ہو شیعہ سنیوں کے عقائد کی تردید کرکے اپنے اصولوں کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح سنی شیعوں کے عقائد کی برائی کرکے اپنی بھلائی دکھاتے ہیں۔ انکے اس اصول پر اعتراض کرنا گویا انسانی فطرت پر ایک بہت بڑا الزام لگانا ہو۔

ہم نے جو مختلف عقائد کی کتابوں سے حوالے پیش کیے ہیں اس سے حاشا ہمارا یہ منشا نہیں کہ آپس میں نئے سرے سے عناد کی بنیاد پڑے بلکہ یہ صرف معترضین کی تسکین کے لیے پیش کیے ہیں تاکہ مشاہدات سے یہ معلوم ہو جائے کہ ایسی کتابیں اور تحریریں ہر مذہب اور ہر فرقہ میں بھری ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا اور ایک مذہبی عقیدے کا آدمی دوسروں کے مذہبی عقائد کو درست خیال کرتا تو آج دنیا میں لاتعداد مذہب فرقے سوسائیٹیاں نظر نہ آتیں۔ کیونکہ فطرتاً ہر مذہب والا یہ کوشش کرتا ہو کہ وہ اپنے عقائد کو دوسروں کے مذہب اور عقیدوں سے متفوق و ممتاز ثابت کرے اور انمیں ہر ایک کا استدلال قریب قریب یہی ہوتا ہو کہ وہ اپنی تصدیق میں دوسروں کو باطل کہے۔

یہاں ہم انصاف کو مدنظر رکھتے ہوے یہ ضرور کہیں گے کہ ملاً

طاہر سیف الدین اور اُن کی تصنیف ان تمام الزامات سے بری ہیں جو معترضین نے اُنپر لگائے ہیں۔ انہوں نے جس شائستہ اور مہذب پہلو میں اپنی قوم کو تعلیم دی ہے اسکی مثال بہت کم ملسکتی ہے ؎

حسد سزائے کمالِ سخن ہے کیا کہئے ستم بہائے متاعِ ہنر ہے کیا کہئے

خدا کے لئے معترضین ذرا انصاف سے کام لیں۔ اور مصنف کی عبارت کے الفاظ کو ذرا بھر غور سے دیکھیں کہ ان سے کہاں کس کی اور کیسی دل آزاری ہوتی ہے۔

جہاں انہوں نے وصایت کو ضروری بتایا ہے وہ عبارت بھی مصنّف کی نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسری کتاب سے اقتباس کی گئی ہے جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں اور اُس اقتباس میں ایسی احتیاط کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ اصحاب ثلاثہ کو تو بہ توبہ گالیاں دینا تو درکنار اُنکا اشارۃً کنایۃً بھی ذکر نہیں کیا گیا حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی نام صاف طور پر نہیں لکھا کہ مبادا اسمیں کسی کی دلشکنی ہو اسلئے صرف لفظ وصی لکھدیا کہ کسی کو مشتعل ہونے کا موقع نہ ملے اور وہ بھی اِس صورت میں جبکہ کتاب ان احتیاطوں سے چھاپی گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اسپر بھی اگر کوئی ذاتی عناد و دشمنی کی وجہ سے اسے دل آزار کہے تو کہا کرے ؎

غالب بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

سچ تو یہ ہے کہ جب کسی کی بُرائی کا تہیہ کرلیا جاتا ہے تو پھر اُسکے تمام ہنر بھی عیب کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں ہمارے معترض سریادہ صاحب نے اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر جہاں ملّا طاہر سیف الدین کی ذاتیات پر بیجا لعن وطعن اور بدنما الزامات لگائے ہیں وہاں ایک جگہہ یہ بھی مضحکہ اُڑایا ہے کہ "ملّا صاحب سنّی عالم سے ملنا عار جانتے تھے اس کتاب کے فساد کو دبانے کے لئے اگر کسی دنیا دار[۵۱] مولوی کی شکم پُری کرکے مُٹھی گرم کردی ہو تو یہ ممکن ہے۔ اس عرصہ میں ملّا نے کسی کو پیسہ دیا کسی کی طعام وشراب[۵۲] سے مدارات کی۔ کسی کو شال دوشالے دئے اِس شرط پر کہ وہ ہر جگہہ کہتے پھریں کہ ضوء نور الحق المبین میں کچھ نہیں"۔

اگر ہم سریادہ صاحب کے اس خیال کو صحیح بھی سمجھ لیں کہ ملّا صاحب اسلئے روپے پیسے شال دوشالے دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں سے وہ بدگمانیاں دور ہوجائیں جو انکی کتاب ضوء نور الحق المبین سے سریادہ صاحب نے پیدا کردی ہیں۔ تب بھی ملّا صاحب کے دامن اخلاق وتہذیب پر کوئی دھبہ نہیں آتا۔ بلکہ انکے اِس طرز عمل سے یہ پایا جاتا ہے کہ چونکہ انہیں اپنی اِس تصنیف سے کسی کی دل آزاری

[۵۱] [۵۲] کیا غضب ہے کہ دنیا داری اور شراب نوشی کا الزام صریحاً ان علماء کرام کے پاکیزہ دامنوں پر

مقصود نہ تھی اور اسی لئے مزید احتیاط کی غرض سے انہوں نے تمام
امکانی کوششوں سے اسے پوشیدہ طور پر چھپواکر شائع کیا تھا مگر
بعض آپس کے فتنہ پرداز افراد مخالف بنکر ان کی خفیہ تعلیم و تلقین
کو علی الاعلان دل آزاری کے جامہ میں پیش کر چلے تھے اور سریاوہ
صاحب کی رنگ آمیزیاں اُسے اور چمکا چلی تھیں - اسلئے اگر رفع
شر کے لئے ملا صاحب کی امن پسند طبیعت نے یہ طریقہ اختیار کر لیا ہو
تو کیا بُرا کیا اِس سے تو اُنکی صلح شعاری کے جوہر اور بھی چمک جاتے ہیں
حالانکہ انکا یہ طرز عمل اس غرض سے ہرگز نہیں ہو سکتا ہمیں
ملا صاحب سے بذات خود ملنے کا تو اتفاق نہیں ہوا لیکن ہم وثوق
سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا یہ طریقہ آبائی ہے کوئی نیا نہیں ہم صدہا
نام ایسے گنا سکتے ہیں کہ اس کتاب کی اشاعت سے قبل بھی جو ان سے
اور اُنکے آبا سے ملنے جاتا تھا وہ خالی ہاتھ نہ آتا تھا عام اس سے کہ وہ
اُنکے فرقہ کا ہو یا کسی غیر فرقہ کا۔

ہمیں بھی چند بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور چند بزرگوں کے
واقعات سننے اور اُن کی سوانح دیکھنے سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے
کہ قریب قریب سب کا یہی طریقہ رہا ہے اور اب بھی ہے۔

ہم یہاں ایک واقعہ کتاب الاسرار مرتبہ خواجہ حسن نظامی صاحب

سے نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ بزرگوں کا یہ طریقہ صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ باہر بھی پایا جاتا ہے۔

خواجہ صاحب موصوف اپنی سیاحت مصر و شام و حجاز کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں "آخر اُس شخص نے (یعنی عبدالبہا عباس آفندی نے) جس کے سامنے لاکھوں آدمی ادب سے جھک کر نذریں پیش کرتے ہیں میرے سامنے ایک اشرفی پیش کی میں نے لینے سے عذر کیا تو فرمایا۔ کہ آپ کے بزرگوں کی تعلیم ہے کہ مہمان کو خالی ہاتھ نہ جانے دینا چاہیئے نقدی کپڑا یا کچھ اور دینا لازم ہے۔ اور آپ کو یہ نذر قبول کرنی چاہیئے آپ کو ضرورت نہو تو کہیں خیرات کر دینا" اِس واقعہ سے اگر سبق لیا جائے تو ملا صاحب کے اِس طریقہ پر بھی اچھی طرح روشنی پڑتی ہے البتہ اسکا جواب ہمارے پاس نہوگا۔ اگر سرپاوہ صاحب اسپر بھی حاشیہ چڑھائیں کہ عبدالبہا عباس آفندی نے بھی اپنی کسی بدنامی کے خوف سے خواجہ صاحب کو ایک اشرفی پیش کی ہوگی۔

بدعاتِ محرم

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں — بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

ہمارے تعزیہ پرست معترض اپنے مذہبی اعتقادوں پر تعصب کا گہرا پردہ ڈال کر ملا صاحب کے اِس فعل کو بھی جو عین مذہب اسلام کے مطابق ہے۔ اور خصوصاً اہل سنت والجماعت کے نزدیک

تو نہایت مستحسن ہی۔ اعتراضاً پیش کرتے ہیں کہ "ملا صاحب نے عاشورہ کے روز تعزیہ کے گشت اور نذر حسین کی سبیلیں بند کرا دیں"

سرپاوہ صاحب ذرا آنکھیں کھولئے عداوت کی آگ کو زیادہ مشتعل نہونے دیجئے کہیں ایسا نہو کہ آپکے دامن ایمان پر کوئی داغ آجائے۔ اگر کوئی تعزیہ دار روتا دھوتا یا کسی امام باڑہ کا متولی چیختا چلاتا تو مناسب بھی تھا مگر آپ کیوں واویلا مچاتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر آپ کے عقائد کیا ہیں کہیں آپ تعزیہ داری بند ہو جانے پر شور مچاتے ہیں کہیں آپ بزرگوں کے طریقہ نذر کو برا کہتے ہیں۔ کہیں آپ شیعہ اثنا عشری بن کر اخباروں رسالوں کو دھوکا دیتے ہیں اور کہیں آپ دبے لفظوں میں سُنّی بنکر ملا صاحب کو گیارھویں شریف کی نذر کے لئے زور دیتے ہیں آپ آخر اس لا مذہبی سے فائدہ۔ کسی ایک طریقہ کسی ایک مذہب کو اختیار کر لیجئے تاکہ حشر میں کسی کے طفیل سے نجات ہو جائے ۵

زاہدا تسبیح میں زنار کا ڈورا نہ ڈال ۔۔۔ یا برہمن کی طرف ہو یا مسلماں کیطرف

واقعات صحیحہ کہاں تک چھپ سکتے ہیں۔ حقیقت پر کبتک پردہ پڑا رہ سکتا ہی۔ ڈھونڈھنے والے ڈھونڈھ ہی لیتے ہیں پتہ لگانے والے پتہ لگا ہی لیتے ہیں۔ بھلا یہ تو بمبئی کا ایسا عام واقعہ ہی جسے بچہ بچہ جانتا ہی

۵ دیکھو محرم کی بدعتیں مصنفہ مولوی صدرالدین صاحب ۱۲

ہمیں اسمیں زیادہ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں - عدالت کے کاغذات اور بمبئی کے حکام خود بتادیں گے کہ تعزیہ داری کا التوا کیونکر ہوا اور اسمیں ملا طاہر سیف الدین کا کہاں تک تعلق تھا -

ہم بھی قائل تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے او زمانہ کی طرح رنگ بدلنے والے

ہمارے راستباز صادق القول معترض ایک جگہ تو نہایت وثوق سے یہ اطلاع دیتے ہیں کہ "طاہر سیف الدین نے اہل سنت کو صراحۃً مشرک وکافر وجہنمی بنا دیا - اور ایک جگہ اپنی اس صراحت کو خود مشکوک کردیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ " ضوء نور الحق المبین اہل قبلہ سنی وشیعہ کو خارج از اسلام کرنے والی - توہین اسلام اور اہل اسلام کو مشرک وکافر بنانے کا مطلب رکھنے والی اور عذاب شدید کی مستحق ٹھہرانے کی منشا رکھنے والی کتاب ہے - اسکی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافہ اہل سنت والجماعت کی تکفیر اور رسول مقبول کے قول کی تکذیب اور دین اسلام کی توہین کی گئی ہے"

ناظرین کرام ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ سرپاوہ صاحب ایک جگہ تو صراحت بیان فرماتے ہیں اور ایک جگہ قصد کرنے والی مطلب رکھنے والی تحریر فرماتے ہیں - یا تو سرپاوہ صاحب اپنی کم علمی کی وجہ سے ان دونوں مختلف المعانی الفاظ میں کچھ فرق نہیں سمجھے - یا بمصداق - دروغ گورا

ﻟﮧ دیکھو اخبار ذوالقرنین مطبوعہ ۱۴ / جولائی سنہ ۱۹۱۶ء

حافظہ نباشد۔ انہیں یہ یاد ہی نہیں رہا کہ وہ پہلے اس کتاب کے متعلق اپنے خیال کو کن الفاظ میں ظاہر کر چکے ہیں۔ اور پھر کیا تحریر فرماتے ہیں اگر صاحب موصوف کسی مجرم کے خلاف شہادت میں طلب کئے جائیں اور پہلے تو اپنا چشم دید واقعہ بیان کریں اور اُسکے بعد ہی یہ کہہ اُٹھیں کہ مجرم کے تیور بشرے اور حرکات سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہونے والا ہی تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ عدالت میں انکی کیسی عزت ہوتی ہے اور وہ اِس مجرم کو سزایاب کرانے میں کہاں تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

معترض کی چند غلط بیانیاں

اُٹھ جا کہاں تلک کوئی باتیں بنائیگا ناصح تو خود غلط تری گفتار ہی غلط

(۱) سرپاوہ صاحب نے اپنی وسیع معلومات سے اخباروں کو یہ اطلاع دی ہی کہ کتاب ضوء نور الحق المبین پانچ ہزار کی تعداد میں چھپکر شایع ہوئی ہی۔ الغلط

(۲) سرپاوہ صاحب نے معلوم نہیں کس توسل سے یہ معلوم کیا کہ ملا صاحب نے اِس کتاب کو ہندوستان کے مختلف بلاد میں اپنے عاملوں کو ایک ایک نسخہ بھیجکر حکم کیا کہ عشرہ کی مجالس میں برسر منبر سب کو پڑھکر مثل آسمانی کتاب کے سُناؤ۔ ہمیں تو ایک زبردست تحقیقات کے بعد بھی اِسکا پتہ نہ چل سکا۔ شاید سرپاوہ صاحب کے کان میں کہا ہوگا۔

(۳) خدا جانے سرِ یادہ صاحب نے کہاں سے یہ مطلب نکالا ہو کہ ملّا طاہر سیف الدین یہ لکھتے ہیں کہ تمام فرق اسلام کے پیر و مرشد اور ائمۂ معصومین میرے سلسلہ سے الگ ہو کر میری مخالفت پر نیا مذہب قائم کر کے میری طاعت سے لوگوں کو بہکا رہے ہیں۔ وہ سب فی الواقع گمراہ ہیں" یہاں معترض کی معلومات دعلم کا خوب پتہ چلتا ہو تا دیل بھی کی تو ائمۂ معصومین کی جو عرصہ ہوا واصل الی اللہ ہو چکے۔ اگر انہیں پیرو مرشد کے ساتھ کسی کو شریک ہی کرنا منظور تھا تو بزرگان دین لکھ مارا ہوتا۔

سچ تو یہ ہو کہ سرِ یادہ صاحب نے بوہرہ قوم کی صلح شعاری سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اُنکے پیشوا پر سخت سے سخت بہتان لگائے ہیں۔

(۴) کتاب میں یہ کہیں سے مترشح نہیں ہوتا کہ مصنّف نے اپنی قوم کو مسلمانوں سے حسد دکینہ رکھنے کی تعلیم کی ہو۔ یہ سرِ یادہ صاحب کا سراسر افترا ہو۔

ہشیار کہ بازیچۂ طفلاں نہیں عالم — یاں آپ کے سب عیب و ہنر کھلکے رہینگے

(۵) ہماری قوم کے بہی خواہ[ل] سرِ یادہ صاحب نے اپنی جدّت طبع سے ملّا طاہر سیف الدین پر اک یہ الزام لگایا ہو کہ ملّا صاحب تعلیم کے سخت مخالف ہیں اور نہ انہوں نے کسی تعلیم گاہ میں ایک پائی خود دی ہو اور

ل دیکھو ذوالقرنین بابت ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء

نہ کسی سے دلوائی ہے۔ علیگڈھ کالج، مسلم لیگ، ٹریپولی بالکن کے مظلوم فنڈ اور خیراتی فنڈ وغیرہ میں نہ تو پیسہ دیا اور نہ شرکت کی۔

ہم یہاں دو زبردست حوالے دیتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ سرپاؤ صاحب کی معلومات کس قدر وسیع ہے۔

کانفرنس گزٹ یعنی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا ماہوار علمی رسالہ مرتبہ شیخ الاسلام مملکت نظام مولانا حبیب الرحمن شروانی آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس جلد اول نمبر ۹-۱۰ بابت ماہ دسمبر و جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۹ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ "اُسکے بعد ۲۹ دسمبر کی شب کو عالیجناب ملّا طاہر سیف الدین صاحب نے جو قوم بواہیر کے پیشوا اور نہایت روشن خیال عالم ہیں۔ اور جنکی بزرگی و عظمت کی مثال اہل علم اور اہل بصیرت کے لئے لائق تقلید ہے۔ تمام مہمانانِ کانفرنس کو دعوت طعام دی اور ایک نہایت پُرفضا اور خوش منظر کوٹھی میں جلسہ دعوت ترتیب دیا۔

جن اصحاب نے جناب ملّا صاحب کے دربار کی ترتیب اور تہذیب اور اُنکے حلقہ بگوشوں کی عقیدت کو برائی العین دیکھا ہوگا۔ وہ اِس منظر کو کبھی نہ بھولیں گے۔ غور کرنے والوں کے لئے اِس مجمع میں بہت سی حقیقتیں پوشیدہ تھیں۔ اے کاش ہماری قوم کے اصحاب اِس کیفیت اور حقیقت پر غور کریں اور دیکھیں کہ ان کی دوسری قومی جماعتوں برادریوں اور فرقوں

کا ایک قوت اتحادی کے منتشر کر دینے سے اب کیا حال ہے۔ اور وہ شیرازہ اخوۃ جس پر کبھی اسلام کو ناز و فخر کا موقع حاصل تھا۔ کن کن اسباب سے منتشر ہو کر پراگندہ اور برباد ہو گیا اور وہ قوت اتحاد جسکی طاقت کے سامنے حکومتیں تک سر جھکاتی تھیں کس طرح سے فنا ہو گئیں۔

تمام ارکان آل انڈیا کانفرنس جناب ملا صاحب کی اس روشن ضمیری اور قومی ہمدردی کے ہمیشہ مداح رہیں گے۔ جنہوں نے نہایت فراخ دلی کے ساتھ مسلمانان ہندوستان کی تعلیمی جماعت کے لئے ہمدردی اور دلچسپی کا اظہار فرمایا اور اس طرح اپنے شہر اور اپنے مرکز میں شاندار طریقہ سے انکا خیر مقدم کیا۔"

(۴) پولیٹیکل گرگٹ مصنفہ شیخ ضیاء الحق صاحب صفحہ ۱۰۔ "بوہروں کے ملا صاحب غیر بوہرہ مسلمانوں کے علمی و قومی کاموں میں بھی بلا تعصب حصہ لیتے ہیں اور اُنھوں نے نواب محسن الملک کے ایام میں علیگڈھ کالج کی بہت کچھ مدد کی تھی اور کرائی تھی" صاحب عبارت وہ بزرگ ہیں جنکو خواجہ حسن نظامی صاحب نے پریمی کا خطاب دیا ہے۔

اب ہم معترض کے اس اعتراض کی صداقت کا فیصلہ ناظرین کرام پر چھوڑتے ہیں کہ ہم سریادہ صاحب کے اس اعتراض کو صحیح سمجھیں یا ان دو بزرگوں کی تحریر کو۔

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت

یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا میں الزام اُنکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ہم یوں تو بفضلہ تعالیٰ امشاہدات حوالجات سے یہ اچھی طرح ثابت کر چکے کہ دنیا میں کوئی مذہب اُن الزامات سے بری نہیں جو معترض اور اُنکی آواز پر لگے ہوے اخبار نویسوں نے مُلّا طاہر سیف الدین اور اُنکی تصنیف پر لگائے ہیں۔ بلکہ ہم نے جو کتابوں کے حوالے دئے ہیں اِس سے یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ دراصل مُلّا طاہر سیف الدین صاحب نے بمقابلہ دوسری کتابوں کے کچھ بھی نہیں لکھا۔ اور اس لحاظ سے وہ ضرور قابل قدر بزرگ کہے جاسکتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے اپنی خفیہ مذہبی تعلیم کی کتاب میں بھی دوسروں کے مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کا بہت خیال رکھا ہے۔ اور ایک حرف بھی کسی کی شان کے خلاف لکھنا گوارا نہیں کیا۔ ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ سر یا وہ صاحب چاہے چوٹی سے ایڑی تک زور لگا ماریں مگر وہ کہیں سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ کتاب ضوء نور الحق المبین سخت اور دل آزار کتاب ہے۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اب معترض صاحب ذرا اپنی تہذیب و شایستگی بھی ملاحظہ فرمائیں اور بعض نقرئی مضراب سے ٹُن ٹنانے والے اخباروں کی حیا پردری بھی

دیکھیں جنکی اشاعت کا عام طور پر یہ منشا سمجھا جاتا ہے کہ وہ ہمیں دنیا کے صحیح واقعات اور صحیح خبریں بتایا کریں۔ بچّوں کو تہذیب اور بڑوں کی عزّت کرنا سکھائیں جوانوں کے لئے مونس تنہائی اور تبادلہ خیالات کا ذریعہ بنیں بڈھوں کے لئے سامانِ آخرت فراہم کریں۔ اور عورتوں کو امور خانہ داری اور بچّوں کی تعلیم و تربیت کا ڈھنگ سکھائیں۔

چنانچہ دیکھئے البرید کانپور کا ایک پیشوائے قوم کے لئے اپنے مضمون کا یہ عنوان قائم کرنا "طاہر سیف الدین کے ناپاک خیالات" اس سے کم سے کم یہ فائدہ تو ہوتا ہے کہ قوم کے بچّے بھی ایک بزرگ کے خیالات کو بے باکانہ ناپاک کہہ سکتے ہیں۔

اسی طرح خطیب دہلی کے جملے "داعی الی الفساد" خدا کی طرف پکارنیوالا ایسا درشت نویس اور سخت گو نہیں ہوا کرتا۔" زبان درازی کا اچھا سبق دیتے ہیں۔

ایسی ہی نظام المشایخ دہلی بابت ماہ رمضان ۱۳۵۳ھ صفحہ ۴۵ سطر ۲ کا وہ شرمناک جملہ جسے ہم یہاں نقل کرنا بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ بچّوں جوانوں بڈھوں حتیٰ کہ عورتوں کو تمام مدارج طے کرا دیتا ہے اور تھوڑا بہت اُنکے تصوّف کے رنگ کو بھی چمکا دیتا ہے۔

یوں ہی "کانگریس دہلی" کا یہ فرمانا "واقعہ یہ ہے کہ اپنے متبعین کے

سوا باقی تمام اسلامی فرقوں کو کافر و مشرک و دوزخی و جہنمی قرار دینا ایک ایسی ملعون جسارت ہے جسپر جسقدر افسوس کیا جائے کم ہے" بچوں کے لئے سود مند ہے- حالانکہ کتاب بھر میں کہیں تاویل سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مصنف نے کسی فرقہ کو کافر و مشرک دوزخی اور جہنمی لکھا ہے-

اب تہذیب و شایستگی کے موئد متانت و سنجیدگی کے حامی سریادہ صاحب کے مخرب اخلاق الفاظ دیکھیے کہتے ہیں کہ

(۱) طاہر سیف الدین یہ اقرار کریں کہ وہ اپنے خاندان کی لڑکیوں کی مناکحت سنّی لڑکوں سے کرنے کو تیار ہیں-

(۲) طاہر سیف الدین کے مقالہ واہیت- باطلت

(۳) طاہر سے قانونی طور پر اور مذہبی اصول کے مطابق توبہ کرائیں-

(۴) بلا سبب اس ملّا نے غرور اور تکبر کے نشہ میں مجبور ہو کر اپنی علمیت جتانے کے گھمنڈ میں کتاب ضوء نور الحق المبین کے وسیع نابدان کے ذریعہ اپنے خیالات فاسدہ اور حسد و کینہ کو ظاہر کر دیا-

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ سریادہ صاحب یا تو اسکا رونا رو رہے تھے کہ ملّا طاہر سیف الدین نے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے مگر ذرا ان سے تو دریافت کیجیے کہ کیا آپ کے ان الفاظ سے ملّا طاہر سیف الدین صاحب اور انکے دو لاکھ سے اوپر متبعین کی دلجوئی ہوتی ہے اور اب وہ الزام جو

آپ اُنیر لگا رہے تھے کیا آپ پر عائد نہیں ہوتا ہے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں بتاؤ یہ انداز گفتگو کیا ہے

معترض کی تعریف

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اب ہم اپنے معزز ناظرین سے سر یادہ صاحب کا کچھ تعارف بھی کرانا چاہتے ہیں تاکہ سب کو یہ معلوم ہو جائے کہ دنیائے اسلام میں صحیح معنوں میں بدامنی کے موجب مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی برانگیختگی کے اصلی سبب کون بزرگ ہیں اور انکے صفات کیا ہیں ایک انسان کی شخصیت - اسکی مذہبی شرافت و دولت - لیاقت اور ہمہ گیر اخلاق سے ممتاز کہی جاسکتی ہے - سر یادہ صاحب کے اخلاق کے نمونہ تو ہم پہلے ہی دکھا چکے - اب رہی آپ کی مذہبی شرافت اسکا یہ عالم ہے کہ جب آپسے دریافت کیا گیا کہ جناب والا آپ کا مذہب کیا ہے تو خدا جانے انہیں کیا شرم دامنگیر ہوئی کہ بجائے صاف طور پر کچھ کہنے کے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں پھر میرے مذہب کے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے نہیں نہیں بلکہ وہ اپنے اس ناگفتہ بہ مذہب سے ایک اخبار کے مدیر کو دھوکا دے کر یہ فائدہ بھی اُٹھا چکے ہیں کہ اسکے قواعد و ضوابط کے خلاف پرچہ میں اپنا مضمون شایع کرا دیا -

دیکھئے اصلاح بابت ماہ رجب و شعبان ۱۳۵۳ھ صفحہ ۲۶ - "ملا طاہر سیف الدین صاحب فرقہ داؤدیہ بوہروں کے پیشوائے اعظم ہیں جو نہایت حسن عقیدت سے آپ کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ الشمس ۴ م ۵ و ۶ میں ایک تحریر ولی محمد صاحب سریانی کی شایع ہوئی ہے جس پر ہمکو افسوس ہے کہ کیوں شایع کی گئی۔ مگر اصل وجہ یہ ہوئی کہ ولی محمد صاحب اسمٰعیل نے ظاہر کیا تھا کہ ہم شیعہ اثنا عشری ہیں اس اعتبار پر وہ تحریر شایع کی گئی ہمکو نہایت افسوس یہ ہے کہ ایک مخالف شیعہ کی تحریر خواہ وہ کیسی ہی ہو بمقابلہ شیعہ "الشمس" میں شایع کی گئی مگر در اصل ہمکو مغالطہ دیا گیا۔"

سخاوت

اب معترض صاحب کی سخاوت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

چنانچہ گھر کا بھیدی اخبار مفید روزگار بمبئی اپنی ۳۰ر جون کی اشاعت میں اطلاع دیتا ہے

"ایک مولانا کے پاس ایک دیہاتی آیا کہ مجھے سو روپیہ کی ضرورت ہے مولانا نے کہا کہ حجرے میں چند روز بیٹھ جاؤ اور مولانا نے انکو بڑا بزرگ مشہور کردیا۔ عوام الناس معتقد ہو گئے ایکدن وہ دیہاتی کہتا ہے کہ "ہمرے کو کھیر نہیں" لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ آپ کی لیاقت ہی ایسی ہے یہی حال اسمٰعیل سریا کا ہے اُجرت پر مضمون یار نے لکھوایا اُجرت پر

اخباروں میں چھپوایا اور جن اخباروں نے انکا مضمون نہیں چھاپا تو اُنکو آپ دھمکی دیتے ہیں کہ ہمارے پیسے تم نے ہضم کر لئے پہلے یہ تو کہو کہ تمہارے پیسے تھے کب کسی کا مال کسی کی قسمت تم کون زیچ میں کہنے والے جسکے نصیب میں تھا ہضم کر گیا اور پھر معاصرین اسبات پر پابند نہیں کہ تمہاری اُجرت لے کر مضمون چھاپیں تم نے اُنکو نذرانے کے طور پر دئے نہ کہ فنڈ کے طور پر پھر آپ لکھتے ہیں "جنہوں نے ہمارے مضمون پر رائے نہیں لکھی وہ بھی رقم واپس کر دیں" یہ خوش۔ معاصرین تمہارے غلام ہیں اور نمک پرور دہ چالیس پچاس کی رقم دے کر تم نے انکو خرید لیا ہی اب ناظرین اور معاصرین معلوم کر لیں کہ یہ شخص کتنے حوصلہ کا ہی اور کیا ملکہ ہی گویا پیسوں کے زور پر معاصرین کو ڈانٹ رہا ہی۔ بڑے میاں بہتر ہی کہ خاموش بیٹھے رہو اور ہم سمجھ لیں گے کہ ملا طاہر سیف الدین نے کہاں تک اہلسنت والجماعت کو خلاف لکھا ہی کیونکہ ہم بھی نامرد اور بُزدل نہیں ہیں اور مذہب فروش نہیں ہیں"

علمی لیاقت

سرپاوہ صاحب کی لیاقت علمی کا یہ حال ہی کہ اُردو کی ایک سطر بھی صحیح نہیں لکھ سکتے دیکھئے "مفید روزگار بمبئی" "مسٹر سرپا کی سرسراہٹ" کے عنوان سے لکھتا ہی کہ "آجکل مسٹر سرپا کی سرسراہٹ اُردو اخبار

میں گھوم رہی ہے اور تمام ہندوستان کے اخبارات آپ کی علمی لیاقت اور مولوی حافظ مولانا کے خطابات سے یاد آوری کر رہے ہیں وہ صرف مبلغ علیہ السلام کی بدولت ورنہ جناب کو تو اپنا اسم مبارک تک بھی لکھنا نا ممکن ہے اُردو سے تو قطعاً ناواقف ہیں گجراتی میں شاید اپنا نام لکھنا جانتے ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں"۔

ایسی حالت میں جبکہ معترض صاحب کی خصوصاً علمی لیاقت بمنزلہ عدم ہے ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ ملّا طاہر سیف الدین کی بلیغ عربی تصنیف پر اعتراض کرنا کیسی ناموزوں جسارت ہے

ہمارے پاس سریاوہ صاحب کے ان شرمناک اور مخرب جوہر حیا فقرات کا جواب تو بیشک نہیں جو ذوالقرنین وغیرہ اخبارات نے نہایت متانت سے چھاپ دئے ہیں۔ کیونکہ نہ تو ہم نے کسی دشنام آموز مدرسہ میں گالیاں سیکھی ہیں۔ اور نہ ہمیں گالیاں بکنا آتی ہیں اور نہ ہمیں اِس شرمناک فن میں کوئی اجتہادی عزت حاصل ہے۔ لہٰذا ہمنے معترض کے ان اعتراضات پر روشنی ڈالی ہے جو تھوڑا بہت علم سے تعلق رکھتے تھے اور ہم نہایت صاف دلی سے اسکا اقرار کرتے ہیں کہ ہم سریاوہ صاحب کو یاوہ گوئی میں قائل نہیں کر سکتے۔

غمِ فراق میں تکلیف سیر باغ نہ دو مجھے دماغ نہیں خندہائے بیجا کا

اخبارات

اگرچہ واقعات بتا رہے ہیں اور مشاہدات مجبور کر رہے ہیں کہ ہم بھی خواجہ حسن نظامی صاحب کے اس خط سے اتفاق کریں جو انہوں نے سردار دیوان سنگھ صاحب کو لکھا تھا اور جو مجموعہ خطوط خواجہ حسن نظامی صفحہ ۵۰ میں درج ہے کہ "اخباروں کے نمود سے بیزار ہو رہا ہوں آپ ہی انصاف سے کہئے کہ اب ہندوستان کے اخبار حقانیت اور روحانیت کے ماتحت ہیں یا اغراض ذاتی کے"

مگر تقاضائے انصاف یہ ہے کہ سب کو ایک ہی زمرہ میں ایک ہی صف میں شمار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض اخباروں رسالوں کی نہایت پسندیدہ روش رہی ہے کہ انہوں نے سریادہ صاحب کے کسی مضمون کو شایع نہیں کیا اور نہ اسکے متعلق خود کوئی نوٹ لکھا۔ ایمیں "مسلم ہیرلڈ" بمبئی اثنا عشری دہلی۔ پیغام صلح لاہور۔ الفضل قادیان اور معارف اعظمگڈھ وغیرہ سب سے زیادہ قابل تعریف ہیں۔

اسکے بعد وہ رسالے ایک حد تک قابل داد ہیں جنہوں نے سریادہ صاحب کی مذہبی چال سے اپنے رسالے میں ملا طاہر سیف الدین کے خلاف مضمون مع اپنے نوٹ کے لکھنے کو تو لکھدیا مگر بعد میں حقیقت سے واقف ہو کر خود افسوس ظاہر کیا اس صف میں اصلاح کا پہلا نمبر ہے

اسکے بعد چند وہ اخبارات ہیں جنہوں نے روپیہ لیکر محض سرپاوہ صاحب کا بھیجا ہوا مضمون شائع کر دیا اور اسپر اپنا کوئی نوٹ نہیں لکھا

اسکے بعد ان اخباروں اور رسالوں کی صف ہو جنہوں نے نہایت دیدہ دلیری سے سرپاوہ کا مضمون بھی شائع کیا اور لاعلمی کی تاریکی میں ملا طاہر سیف الدین صاحب کے خلاف نہایت سخت و درشت نوٹ لکھے۔ اس صف میں سب سے زیادہ قابل ذکر نظام المشائخ دہلی اور العوارف لکھنؤ ہیں۔

نظام المشائخ مذہب اخلاق اور تصوف کے مضامین کا ایک مجموعہ کہا جاتا ہو اور جو ملا محمد الواحدی کی اڈیٹری اور سیدی مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب خواہر زادہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں دہلی سے ماہوار شایع ہوتا ہو وہ بھی مصنف ضو نور الحق المبین کے الفاظ بغیر دیکھے ہوے یہ چلا اُٹھا کہ "ملا طاہر سیف الدین نے عبدیت کی حیثیت کو بالاے طاق رکھ دیا ہو کہیں وہ خدا بنے ہیں کہیں رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور کہیں امام زماں کا ادّعا کرتے ہیں" حالانکہ مصنف کی عربی تصنیف میں یہ کہیں سے نہیں پایا جاتا کہ توبہ توبہ انہوں نے ایسے دعوے کئے ہیں مگر وہاں اسکی کسے پرواہ اصل کتاب پڑھتے تو معلوم ہوتا۔ جو کچھ

سریانے لکھا کر بھیجا اُسپر آمنا وصدقنا کہدیا۔یہ ایسے رسالہ کے لئے نہایت شرمناک ہی۔جس نے مشایخ کا نظام اپنے سر لیا ہو۔

دوسرا العوارف ہی جو اپنی بے باکی میں سب سے اوّل شمار کیا جاسکتا ہی۔دیکھیئے آپ کس دلیری سے تحریر فرماتے ہیں ''مصنف ضو نور الحق المبین اپنے بے نظیر تعصب و اعتساب کے باعث تمام مسلمانوں کو بالعموم دائرہ اسلام سے خارج کئے دیتے ہیں اور معمورہ عالم کے رہنے والوں کے علاوہ عدم آباد کے بسنے والوں کو بھی اپنی ہمہ گیر تصنیف کی روشنی میں لارہے ہیں۔مگر جسقدر عبارتیں اس تصنیف کی ہمارے معزز نامہ نگار نے اپنے مضمون میں نقل کی ہیں انھیں باستثنا ان دو مقاموں کے جسمیں اسلام کے دو بڑے گروہوں سنی شیعہ سے تعرض کیا گیا ہی اور کوئی مقام توجہ اہلِ علم اور دائرہ مباحث علمیہ میں لانے کے قابل معلوم نہیں ہوتا خدا جانے کب کے گڑے مردے اُکھاڑے ہیں اور انہیں ایسے ایسے سخت و درشت الفاظ سے یاد کیا گیا ہی کہ ہمیں تو بحیثیت نقل بھی انکا اعادہ اپنے مضمون میں مناسب نہیں معلوم ہوتا''

دوسری جگہ کس حوصلہ مندی سے لکھتے ہیں ''ہر ایک عالم مبلغ مذہب اپنے محاسن و فوائد اسکی حقیقت کے دلائل و براہین بیان کرنے کے لئے انصافاً آزاد ہی اور ہونا چاہئے۔لیکن کسی کو شرعاً اور عرفاً اور قانوناً یہ

یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی فرقہ کے پیشوا یا اُنکے اتباع کے لئے کھلے خزانہ ایسے سخت اور درشت الفاظ استعمال کرے جیسا کہ اِس رسالہ میں استعمال کئے گئے ہیں۔ ہمارے پاس اسوقت اصل رسالہ مذکور موجود نہیں ہے مگر جو عبارت اسکے اِس مضمون میں نقل کئے گئے ہیں انہیں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ محض تحکمانہ اور بے دلیل اور نہایت خلاف تہذیب اور اشتعال انگیز اور ناقابل تحمل معلوم ہوتا ہے"

"ہم تو ایسے نامناسب الفاظ کا طبع کرنا بھی پسند نہ کرتے مگر چونکہ ہمارے معزز نامہ نگار نے اِن الفاظ کو نقل قول اور نقل تحریر کی حیثیت سے انصاف طلبی کی خواہش میں درج مضمون کیا ہے لہٰذا کوئی مضائقہ نہ سمجھا گیا"

بفروغِ چہرہ زلفت ہمہ شب زندہ دِل چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ناظرین کرام ذرا العوارف کی اس گندم نمائی اور جو فروشی کو ملاحظہ فرمائیں آپ کس جسارت سے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ملا طاہر سیف الدین معمورہ عالم کے رہنے والوں کے علاوہ عدم آباد کے بسنے والوں کو بھی اپنی ہمہ گیر تصنیف کی روشنی میں لارہے ہیں اور یہ کہ کسی کو شرعاً عرفاً قانوناً یہ حق نہیں کہ وہ کسی فرقہ کے پیشواء یا انکے اتباع کے لئے کھلے خزانہ ایسے سخت اور درشت الفاظ استعمال کرے جیساکہ اِس رسالہ میں استعمال کئے گئے ہیں"

ہم تو پہلے ہی نہایت وضاحت سے دکھا چکے ہیں۔ کہ نہ تو ملا طاہر سیف الدین نے اپنی تصنیف میں کسی قوم کے پیشوا کو برا بھلا کہا ہی اور نہ اُنکی کوئی عبارت تحکمانہ۔ خلاف تہذیب۔ اشتعال انگیز اور ناقابل تحمل ہی بلکہ اُنھوں نے نہایت شایستگی۔ تہذیب اور دوسروں کا بہت زیادہ خیال رکھا ہی اگر العوارف کا ایسا ہی بخت خیال ہی جیسے وثوق کے ساتھ وہ لکھ رہے ہیں تو مہربانی کر کے مصنف کی وہ عبارت و الفاظ تو پیش کریں جس سے اِن کے خیال کی تصدیق ہو جائے۔

علاوہ ازیں انکا یہ کہنا کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی فرقہ کے پیشوا یا اُنکے اتباع کے لئے کھلے خزانہ ایسے سخت اور درشت الفاظ استعمال کرے جیسا کہ اِس رسالہ میں موجود ہیں ہمیں بیساختہ ہنسی کا موقعہ دیتا ہی۔

اوّل تو انکا یہ کہنا ہی بیجا ہی کہ کھلے خزانہ ایسے سخت اور درشت الفاظ لکھے کیونکہ وہ کتاب تو نہایت پوشیدہ طور پر لکھی چھپائی۔ اور عقیدتمندوں میں تقسیم کی گئی ہی جیسا کہ ہم پہلے اپنے تبصرہ میں لکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بندہ نواز۔ آپ۔ اخلاق۔ تہذیب۔ سنجیدگی۔ متانت۔ شایستگی کے تو بڑے حامی بنتے ہیں مگر آپ نے اپنے گھر کی وہ صدہا کتابیں بھی دیکھیں کہ جنمیں خلفائے ثلاثہ اور بزرگان اہل سنت والجماعت کو کھلم کھلا نہایت سخت الفاظ سے یاد کیا ہی ہمکو کسی کتاب کے نام لینے کی ضرورت نہیں آپ اپنے مذہب

کی کوئی کتاب اُٹھا کر دیکھ لیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ کا دعوی کہاں تک درست ہے اور اللہ نے چاہا تو پچاس فیصدی کتابیں ایسی ملیں گی جنمیں سنیوں کی دل آزاری کا خیال کر کے یہ بھی نہ لکھا ہوگا کہ اسے کوئی غیر شیعہ نہ دیکھے ۵

ایسے سے قدر مہر و وفا کی اُمید کیا   جس کو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہ ہو

کانفرنسی اسٹیج پر ایک گمنام ایکٹر

یوں تو بوہروں کے پیشوا کی محترم شخصیت اور اُن کی قابل قدر تصنیف پر ہر اخبار میں جی بھر بھر کے مضحکہ خیز اتہامات لگائے جا چکے ہیں مگر خطیب دہلی جلد ۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۸ مئی ۱۹۱۵ء میں ایک گمنام کانفرنسی نے خیالی پلاؤ پکایا ہے جو اسکے تہذیب کی خامی اور حسن اخلاق کی بے نمکی کی وجہ سے شائستگی کے لذت آشناؤں کے لئے بالکل بے مزہ رہا۔ اور کانفرنسی تھیٹر کا وہ سین جسمیں گمنام ایکٹر نے ایک قوم کے بزرگ کی نقل کر کے اپنا پارٹ نہایت بے باکی سے ادا کیا ہے اُن افراد کے لئے جو اسلامی اخوۃ اور قومی اتحاد کے منتشر اجزا کی شیرازہ بندی میں مصروف ہیں نفرت انگیز ثابت ہوا۔

علم میں مہارت اور مضمون نگاری میں کمال پیدا کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ ابتدائی مشقوں میں بزرگوں پر ہاتھ صاف کیا جائے۔ نہ اِس سے علم ادب میں ترقی ہو سکتی ہے اور نہ اس سے قوم کی آیندہ نسلیں اچھا سبق حاصل کر سکتی ہیں۔

نوٹ: مضمون نگاری کی ابتدائی مشق کے لئے خواجہ صاحب کا رقعہ مفید ہے" دیکھو ہوائی جہاز" "۴۴"

ہم اس خیالی تماشے کے اشتہار کی یہاں نقل کر کے اپنے معزز ناظرین کو بد دل ہونیکا موقعہ نہیں دینا چاہتے جسمیں ایک گمنام کانفرنسی نے ملا طاہر سیف الدین صاحب کے نام سے اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے کیونکہ اول تو وہ ایک خواب ہے جو خطیب مذکورہ بالا کے پورے چار کالموں میں بیان کیا گیا ہے علاوہ اسکے وہ ہمارے مبحث سے بالکل الگ ہے۔ البتہ ہم اس خواب کی تعبیر میں اتنا ضرور کہیں گے کہ جب تک ایسے افراد کی تولید جاری ہے قوم کو زوال اور اسکی حالت خطرہ میں رہیگی۔

کسطرح سمجھیں کہ ہوگا قوم کو احساس قوم　　جب نہیں احساس بربادی کا ساماں دیکھکر
کلیم
کون لائیگا یقینِ عشرتِ ایام گل　　اب ہماری قوم کا رنگِ گلستاں دیکھکر

علماءِ کرام و مفتیانِ عظام کی خدمت قدس میں التماس

اب ہم نہایت ادب کے ساتھ علماء اسلام کی خدمت میں یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہر استفتا کے الفاظ پر خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ انہیں اسکا بھی علم ہو جائے کہ یہ فلاں شخص کے لئے لکھوایا جا رہا ہے خوب غور کر لیا کریں تا کہ کسی افتراپرداز کو جو آئے دن اسلام میں رخنہ ڈالنے کی فکر میں رہتا ہے اپنے خیال کے مطابق کامیابی مشکل سے ہو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی ذاتی عناد اور آپس کی رنجش کی وجہ سے ایکدوسرے کو کافر بنوانے کی فکریں کیا کرتے ہیں اور انہیں اِسمیں

کامیابی بھی ہو جاتی ہو اسلئے ضرورت ہو کہ استفتا کے ہر پہلو پر ایک گہری نظر ڈال لیجایا کرے یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے فتنہ پرداز لوگ علما کی خدمتمیں عمداً ایسے الفاظ پیش کرتے ہیں جنسے مفتی کو کفر کا فتوی دینا لازم ہوتا ہی حالانکہ وہ اتہامات جو الفاظ کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں خود ساختہ ہوتے ہیں حقیقت میں اُسکی ذات میں وہ نہیں پائے جاتے۔

اخباروں اور رسالوں کو مشفقانہ نصیحت

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو   میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو

اب ہم نہایت خلوص دل سے اخباروں اور رسالوں کو یہ نیک مشورہ دیتے ہیں کہ وہ آیندہ کبھی ایسے مضامین اپنے اخباروں میں شایع کرکے اور اسپر نوٹ لکھکر اپنے مقاصد اصلی کا خون نہ کیا کریں جنمیں کسی بزرگ شخصیت اور کسی قوم کے پیشوا کی بلا وجہ توہین کی گئی ہو اِس سے صرف لوگوں میں بدگمانی ہی پھیلنے کا اندیشہ نہیں بلکہ اخباروں کے وقار میں فرق آنے کا احتمال ہو۔ ہمیں اخبار اسلام روزانہ بمبئی رسالہ اسلام بمبئی۔ مسلم ہیرلڈ وغیرہ کا رویہ بہت ہی پسند ہو کہ انہوں نے ایک مفسدانہ مضمون کے خلاف سخت صدائے احتجاج بلند کرکے ایک قوم کے بزرگ پیشواء کے اعزاز کو قایم رکھنے کی حتی الوسع کوشش کی

اور اِس طرح اخباری دنیا میں خود ہی دلربائی پیدا کرلی۔ ہمیں خوب یاد ہے ایکدفعہ کسی نے مہاتما گاندھی کی نسبت یہ لکھدیا تھا کہ میرے نزدیک ستیاگرہ سے زیادہ حماقت کی کوئی پولیٹکل تحریک آج تک ہندوستان میں پیش نہیں ہوئی تو اخبار تاج نے نہایت درشت جواب دیا تھا۔ جب سیاسی لیڈروں کی اِسقدر عزت و توقیر منظور ہے تو ایک مذہبی پیشوا کا بھی ضرور لحاظ رکھنا چاہیے اور معاوضہ کی خاطر انکے وقار پر دھبہ لگانے کی کبھی کوشش نہ کرنا چاہیے

افشائے راز

دہلی گزٹ مورخہ ۶ جون ۱۹۱۶ء میں فیاض معترض نے ایک طولانی مراسلہ شایع کرایا ہے۔ اور اسمیں ایڈیٹر صاحب نے بھی اخباروں کے لئے نصیحت آمیز نوٹ تحریر فرمایا ہے۔ ہم یہاں اسکی حرف بحرف نقل کرکے فرط مسرت میں بے ساختہ ظاہر کئے دیتے ہیں کہ سر یا وہ صاحب اتبک جو دنیائے اسلام کو اپنا حیرت انگیز تماشا دکھاتے رہے۔ وہ دراصل طلسمی فانوس کا ایک کھیل تھا۔ اور انکا یہ طلسم شعاع حقیقت کے پڑتے ہی خود بخود ٹوٹ گیا۔ اور اسکے بجائے ہمارا وہ پورا مضمون جو "زر پرست اخبار" کے عنوان سے مفید روزگار بمبئی میں شایع ہو چکا ہے نہایت روشن اور جلی حرفوں میں نظر آنے لگا۔ وہی اخبار اور رسالے جو

چند روز قبل سریادہ صاحب کے منظور نظر تھے آج انہیں کی نگاہ میں ذلیل اور انہیں کی زبان پر انکا شکوہ ہے۔ اگر اب بھی سریادہ صاحب کی متزلزل و متغائر حالت۔ متلون مزاجی اور زود رنجی سے اچھا سبق نہ لیا جائے تو پھر اس سے بہتر موقعہ کیا ہوگا جو ہندوستان کے اخباروں اور رسالوں کے لئے سبق آموز ہو۔

نقل مراسلہ ملاحظہ ہو

بابت ۶ رجون ۱۹۱۹ء دہلی گزٹ دہلی

مراسلات

ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی کل یا بعض رایوں سے متفق ہونا ضروری نہیں

قابل توجہ اہالیان اخبار و عامۃ المسلمین

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم۔ میں نے مورخہ ۳۰ رمارچ کو ایک مفصل خط کے ہمراہ دو خط دوسرے لکھکر ہندوستان کے ۴۵ اخبارات کو اپنے بھروسہ کرکے ایک مطبوعہ مراسلہ معہ رقم معاوضہ رقم بغرض اشاعت اور اسپر ایڈیٹوریل لکھکر اسلام کی خدمت کرنے کی غرض کی تھی۔ دوسرے خط میں یہ اعلام کیا تھا کہ اگر آپ کو ہمارا مراسلہ شایع نہ کرنا ہو تو مراسلہ معہ رقم واپس کر دیا جائے۔ افسوس کیساتھ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیتے

اخباریوں میں ایمانداری کی بُو تک نہیں پائی جاتی۔ چند اخباریوں کے
معاملات کی یہ کیفیت ہی کہ ہمارے مراسلہ کی اشاعت ایکطرف ہماری مرسلہ
رقم ایسی ہضم کر بیٹھے کہ ڈکار تک نہیں لیتے ہیں۔ اور کتنے حضرات تو
ایسے ہیں کہ جنکے اخبارات ایک مدت دراز سے بند ہیں، جب انکے نام بھی
مراسلہ معہ رقم معاوضہ اشاعت ایڈیٹوریل روانہ کیا گیا تو وہ رقم دبا بیٹھے
کے پہلے غیر کے مال کھا جانے والے امانت کے خائن اسلام کی خوبیوں کو
پاؤں سے کچلنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ نہایت افسوس کی بات ہی کہ اُردو اخبارات
کے نامی گرامی اہل قلم ایڈیٹر ہوکر پبلک کی آواز کو بہانگ دہل بلند کرنے کا
کام اپنے سر لیا ہی کیوں انمیں احساس کا مادہ و حفاظت دین و حمایت اسلام
کے باب میں جوش زن نہیں پایا جاتا کیا وجہ ہی کہ اسلامی عقائد پر اسلام
ناجائز کے حملے ہوں اور اسکی خبر ان حضرات کو دیجائے اور وہ آواز تک نہ
نکالیں اے خدا تو اپنے دین کا نگہبان بن تاکہ اسلامیوں کو کچھ ہمت آئے،
اور انمیں سچا عقیدہ پیدا ہو، آج مورخہ ۲۵ رمئی اور سات مہینے گزرے
اِس عرصہ میں ہمیں اُردو اخبارات والوں کے پانچ قسم کے حالات سے و معاملات
میں واقفیت ہوئی، وہ حسب ذیل ہی۔

(۱) کتنے۔ تو ایسے نکلے کہ اصلاً مراسلہ ہی شایع نہیں کیا اور مرسلہ رقم
رکھے بیٹھے ہیں،

(۲) دویم وہ لوگ ہیں جنکے اخبارات ایک مدت دراز سے بند ہیں، ڈیرکٹری میں انکا نام موجود ہونے کی وجہ سے ان کو مراسلہ معہ رقم معاوضہ اشاعت بھیجا گیا، وہ ہماری رقم آج تک نہیں بھیجتے۔ باپ کا مال سمجھ کر پہلے نمبر کے ڈاکو کا کام کیا

(۳) سویم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارا مضمون آدھا شائع کیا ہے،

(۴) چہارم وہ حضرات ہیں جنہوں نے ہماری شرطوں کے موافق ایڈیٹوریل نہیں لکھا، اور ہماری مرسلہ رقم بچا بیٹھے۔

(۵) ڈیرکٹری میں ایک خاص نام کے اخبار کو ایک خاص شہر میں معلوم کر کے اور اُسی طرح اُس نام کے دوسرے اخبار دوسرے شہروں سے شائع ہونے کی اطلاع پا کے اُن سب کو علٰحدہ علٰحدہ مراسلہ معہ رقم معاوضہ روانہ کیا گیا تھا، تاکہ وہ ہر ایک اخبار مختلف شہروں میں صدائے احتجاج بلند کریں، اگرچہ نام اخبار کا ایک ہی مگر مقام اشاعت تو مختلف ہے مفید مطلب جان کر ہمنے اُن متحد الاسماد مختلف المقامات اخبارات کو بھیجا مگر دوسرے اخبار کے پردہ ادم میں ہونیکی وجہ سے کیتے۔ موجودہ ہمنام اخبارات نے دوسروں کے نام پر مرسلہ رقم دبا بیٹھے ہیں آجتک اُن کی شرم حیا اسبات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ ہماری مرسلہ رقم جس کے وہ کسی طرح حقدار نہیں ہو سکتے واپس کردیں۔ تمام خوبیوں سے لبریز اسلام کے سچے خیرخواہ

مسلمین کے خاص ہمدرد اخباریوں نے حب دین وغیرت دین اسلام کے
مقتضا پر اپنے فرض کو ادا کرنے کی غرض سے ایڈیٹوریل لکھ کر اپنی ہمدردی
وخوش ایمان کی پاک مثال نمایاں کرکے دکھادیا ہے۔ اس مثال کو دیکھ کر
بھی مذکورہ اخباریوں کو آج تک ایڈیٹوریل لکھنے پر کچھ غیرت پیدا ہوئی ہو
ایسا تو نظر نہیں آتا بس اسقدر کہکر افسوس کی ان پر نظر ڈالکر کہتا ہوں کہ
اللہ تعالی مسلمانوں اور اُنکے حقوق میں ناجائز تصرف کرنے والے امانت
میں خیانت کرنے والے دیانت اسلامیہ کے عقیدہ کے مٹانے والوں کو
نیک توفیق عطا فرمائے۔ نیز یہ تو معلوم ہو جائے کہ ہمارا مراسلہ شایع
ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں آشکار ہو گیا، اور اُسپر اخباریوں نے
ایڈیٹوریل بھی لکھے جو کہ ہر خاص وعام کے ملاحظہ سے گذرے ہوں گے
طاہر سیف الدین کے باب میں کسی قسم کی چارہ جوئی کرنے اور نہ کرنیکا انحصار
گجرات ودکن کے مسلمانوں پر ہی نہیں ہے تو ہندوستان کے دوسرے مسلمان
بھائی کیوں چپ چاپ زبان سی کر بیٹھ رہے ہیں، یہ سب اپنے طور پر اسکا
علاج وانتظام کیوں نہ کریں۔ ہندوستان کے اکثر مقامات میں بڑی آبادیں
بلکہ قریہ بقریہ بحیثیت تاجرانہ پھیلے ہوے ہیں۔ اور ملا طاہر بغرض تحصیل زر
ہر جگہہ دورہ کرتے ہیں، اور انکا دعوی بھی بنی فاطمہ کے داعی ہونیکا ہے
مگر بنی فاطمہ کے اخلاق کو پس پشت ڈال کر اسپیشل ٹرین کے سوا کسی وقت

سفر نہیں کرتے وہ جس شہر میں جاتے ہیں اُسی شہر میں چار گھوڑوں کی
گاڑی بغیر باہر نہیں نکلتے ہندوٗں کے مہاراج وگروکی طرح بین باجہ کی
سلامی جب تک حاضر نہو تب تک کسی مرید کے گھر جانا تو کجا اُس شہر میں قدم
نہیں رکھتے۔ اس قسم کے انتظامات کے اسباب وہ ملا کے لئے پہلے ہی سے
جمع کئے جاتے ہیں۔ لہذا ہندوستان کے مسلمانوں کو ملا کے ظاہری اخلاق سے
واقف ہونا چاہئے اور ہر مقام کے برادران اہل اسلام کو ملا طاہر کے باب میں
قانونی علاج و انتظام کرنا ضروری امر ہے' نہ کہ گجرات و دکن کے مسلمانوں نے
علاج وتدبیر کیا تو ہندوستان کے دوسرے مسلمان بھائی چپ چاپ بیٹھے رہیں
جناب ایڈیٹر صاحب میری اس تحریر سے آپ کے دلمیں کچھ خیال و
ملال نہ آئے یہ تحریر اُن ہی اخباریوں سے نسبت وتعلق رکھتی ہے کہ جنہوں نے
اس خط کے مندرجہ شکایت کے موافق کام کیا"

نیز واضح رائے ہو جنہیں اخباریوں کو ہم نے مراسلہ ورقم روانہ کیا ہے
اُنکے نام ایسے ہی خط آج کی تاریخ میں بھیجا ہے' ایک ہفتہ تک توقف کرنے
کے ساتھ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنہوں نے اس عرصہ میں مراسلہ اور اسپر
زوردار ایڈیٹوریل لکھ کر اپنے اخبار میں شایع کر کے موافق شرطوں کے
اسکی پچاس کاپی بھیجدیں تو ضرور اُسنے بکمال دانائی وچالاکی اپنی اس
غلطی کا تدارک کر کے اپنی بات کو بنا رکھا' ورنہ بصورت عدم اشاعت

ہماری مرسلہ رقم نہ بھیجنے کی حالت میں اِس خط کے مندرجہ اخباریوں نے
جن جن اخلاق و عادات سے ہمارے ساتھ معاملہ کیا ہو وہ سب تفصیل وار
تمام اخبارمیں اشاعت کے لئے لکھ کر بھیجدونگا اور دو ہفتہ تک انکی
بدعنوانی وبے ایمانی وامانت داری وصداقت شعاری ووفاداری
وملت داری کی قلعی کھول دونگا، تاکہ سب لوگ واقف ہو کر اُن اخباریوں
سے ہمیشہ کے لئے بچتے رہیں۔

الراقم ولی محمد اسمٰعیل سرمان

دہلی گزٹ۔ افسوس کہ بعض بدنام کنندہ نیکونامی چند اہالیان مطابع
کی بدمعاملگی سے کل اخباری دنیا پر حرف آتا ہو۔ اسلئے ہم ایسے حضرات
کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے معاہدہ کو پورا کریں، یا اگر ایسا
کرنا کسی وجہ سے اُنکو منظور نہ ہو تو زر معاوضہ واپس کردیں ورنہ
اسمیں تغافل وتساہل کرکے خسرالدین والدنیا کے مصداق ہونے کا
اندیشہ ہو،

(۲) جو حضرات اب صاحب مطبع نہیں رہے یا کسی دوسرے کے
نام کی رقم انہوں نے وصول کرلی ہو تو وہ فوراً اُسکو واپس بھیجکر اپنی
نیک نیتی کا ثبوت دیں، تاکہ دفعہ ۲۰۶ تعزیرات ہند کے بموجب دھوکہ
دغا فریب کے مرتکب متصور نہوں،

(۳) اب رہ گئے وہ حضرات جنھوں نے نصف مضمون شایع کیا یا اُسکے متعلق اپنا معاہدہ پورا نہ کیا اُن کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے معاملہ پر نظرثانی کریں اور اپنے معاملہ کو خدا کے ساتھ درست رکھیں ع بر رسولاں بلاغ باشد است و بس

زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا
لگے منھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب

اس لمبے چوڑے مراسلہ میں منکسر مزاج معترض نے جہاں اخباروں کو روپیہ کھا جانے پر بُرا بھلا کہا ہے وہاں وہ ملا طاہر سیف الدین صاحب کی معزز شخصیت پر بھی یہ الزام لگا بیٹھے کہ صاحب موصوف اسپشل ٹرین اور چار گھوڑوں کی گاڑی پر سفر کر کے ہر جگہ اپنے عقیدتمندوں سے روپیہ وصول کرتے پھرتے ہیں اور ہندؤں کے مہاراجوں اور گرووں کی طرح جب تک بین باجے کی سلامی نہ کیجائے وہ گاڑی سے باہر قدم بھی نہیں رکھتے اسلئے تمام بلاد ہندوستان کے مسلمان انکا قانونی علاج و انتظام کریں۔

اسپہ مچلے ہیں کہ ہم دردِ جگر دیکھیں گے
کم سنی ہے تو نرالی ہیں ضدیں بھی اُن کی

واللہ یہ اعتراض بھی عجیب پُر لطف ہے۔ مسلمان انکا قانونی علاج اسلئے کریں کہ وہ ایک معزز و محترم شخصیت رکھتے ہیں۔ گویا اسپشل ٹرین

اور چار گھوڑوں کی گاڑی میں سفر کرنا ایک ایسا قانونی مرض ہے جسکا علاج تعزیرات ہند کی کسی دفعہ میں موجود ہے۔

اگر یہ اعتراض محض طبعی بغض وحسد سے کیا گیا ہے تو خیر۔ ہر شخص اپنی طبیعت سے مجبور ہے اور اگر واقعی اسپشل ٹرین یا چار گھوڑوں کی گاڑی پر سوار ہونے کو معترض صاحب ایک قانونی مرض سمجھتے ہیں تو سب سے پہلے انہیں اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیئے۔ کیونکہ آج تو یہ کہا کل کسی کو اچھا کھانا کھاتے دیکھ کر کہیں اسکے لئے قانونی مسہل کی نہ سوجھ جائے۔

اجی حضرت ذرا ہوش میں آیئے۔ اسپشل ٹرین۔ چار گھوڑوں کی گاڑی یا خیر مقدمی کا باجا صرف اسکے لئے ہوتا ہے جو قوم اور حکومت کی نگاہ میں غیر معمولی وقعت رکھتا ہو ہر شخص کو قانوناً یہ اختیار نہیں کہ وہ چار گھوڑوں کی گاڑی میں سوار ہو سکے۔ اسلیئے مناسب یہ ہے کہ اگر آپ انکے اس اعزاز کو نہیں دیکھ سکتے تو گورنمنٹ پر اعتراض کیجیئے کہ انکو چار گھوڑوں کی گاڑی میں سوار ہونے کی اجازت کیوں دی۔

ہم نے ابتک مجدّد ادب معترض کی ادبی غلطیونکو عمداً نظر انداز کر دیا تھا اور محض نفس مضمون پر ایک سرسری نظر ڈالتے چلے آئے تھے مگر ہم یہاں یہ لکھنے کے لئے مجبور ہیں کہ اگر انکو ایک فاضل شخص پر اعتراض ہی کرنا

منظور تھا تو پہلے صحیح الفاظ مہیا کر لیتے۔ یہ کیا کہ جو چاہا لکھ مارا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل ان کی نگاہ میں اعتراضوں کی خود کوئی وقعت نہیں۔

بین باجے کی سلامی دنیا کے کسی حصہ میں رائج نہیں۔ سلامی کے لئے توپیں چلائی جاتی ہیں۔ اور خیر مقدمی کے لئے خوش کن باجے مقصد قریب قریب دونوں کا ایک ہی ہے۔ مگر الفاظ جدا جدا مخصوص کر دئے گئے ہیں۔ خیر یہ باتیں تو ہمارے مبحث سے بالکل الگ ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ معترض کا یہ اعتراض کہ "ملا صاحب اپنے مریدوں سے روپیہ وصول کرتے پھرتے ہیں۔ میزان انصاف میں کیا وزن رکھتا ہے بزرگوں کے اس طریقہ کا ذکر پہلے بھی ضمناً آ چکا ہے مگر ہم یہاں اسکا پھر اعادہ کرتے ہیں کہ قوم کے ہر بزرگ اور ہر مذہبی پیشوا کا قریب قریب یہ طریقہ رہا ہے اور اب بھی جاری ہے کہ جب کوئی انسے ملنے جاتا ہے تو یہ عام رواج ہے کہ کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور نذر کرتا ہے۔ اسیطرح وہاں سے خود بھی خالی ہاتھ واپس نہیں آتا۔ ہم اسکی ایک زبردست مثال بھی پیش کر چکے ہیں جس سے کم از کم یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ یہیں نہیں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی پایا جاتا ہے۔ اگر ملا طاہر سیف الدین صاحب اس طریقہ کی پابندی کرتے ہیں تو کونسا قانونی جرم کرتے ہیں۔

اب اگر ہر یادہ صاحب اس عام رسم ورواج کو بوہروں کے پیشوا کے لیئے ان الفاظ میں دکھائیں کہ وہ جگہ جگہ اپنے مریدوں سے روپیہ وصول کرتے پھرتے ہیں تو اسکا کیا علاج ہو۔

الفاظ ہی تو ہیں جو کہیں تلوار کا کام کرتے ہیں کہیں مسیحائی۔ کہیں دل آزاری کرتے ہیں کہیں دلربائی۔ وہ الفاظ ہی ہیں جو ایک خوبی کو عیب کر دکھاتے ہیں اور ایک عیب کو ہنر۔ انہیں کے ذریعہ غائبانہ اتحاد قائم کیا جاسکتا ہو۔ اور انہیں سے نفاق۔ انسان الفاظ سے وہ کام کرتا ہو جو مصور اپنی دستکاری سے۔ یا ایک فوٹوگرافر فوٹوگراف سے۔ اگر ایک مصور یا ایک فوٹوگرافر دشمنی سے کسی خوبصورت آدمی کی تصویر عمداً بُری ہیئت میں پیش کرتا ہو تو وہ دراصل اپنی تصویر آپ بگاڑتا ہو۔ وہ کسی کے ذاتی حُسن وجمال میں کوئی داغ نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح اگر ہر یادہ صاحب ملا صاحب موصوف کے اطوار اور انکے طریقوں کو بدنما الفاظ میں پیش کرتے ہیں تو اس سے اُنکی صفات پر کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا۔ بلکہ خود اُنکا طرز تحریر بدنما کہا جاسکتا ہو۔ اگر وہ اِس فلسفانہ اصول پر عمل کرتے تو کسی کی شان۔ کسی کے اعزاز واحترام۔ اور کسی کی خوبیوں کو کریہہ الفاظ میں پیش کرنے کا کبھی ارادہ بھی نہ کرتے ؎

مباش درپئے آزار ہرچہ خواہی کن　　　که در طریقتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

نتیجہ

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

ہم نے سرپاوہ صاحب کے مضامین اور اسپہ بعض اخباروں کے محققانہ نوٹ دیکھ کر جب یہ ارادہ کیا تھا کہ اس نئے نفاق کی بلائے ناگہانی کو عمل اتحاد و اتفاق سے دور کرنے کی کوشش کریں تو سب سے پہلے ہمیں یہ اندیشہ ہوا تھا کہ وہ اتہامات جو بوہروں کے پیشوا پر ہر طرف سے لگائے جارہے ہیں مبادا درست ہوں اور ہماری چھیڑ چھاڑ ممکن ہے کہ بجائے رفع شر کے اور زیادہ شر انگیز ثابت ہو۔ مگر ضوء نور الحق المبین کا بنفس خود مطالعہ کرنے اور اسکے مضامین زیر بحث پر ایک گہری نظر ڈالنے سے ہمیں اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ وہ تمام بدنما الزامات جو اِس کتاب اور مصنف کی شخصیت پر لگائے جارہے ہیں انکی اصلیت بجز ذاتی عناد۔ بغض حسد کے اور کچھ نہیں پایا ؎

درپردہ انہیں غیر سے ہے ربط نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہیں کرتے

حقیقت یہ ہے کہ اِس مذہبی کتاب کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جس سے دنیائے اسلام میں بدامنی یا مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ تقاضائے فطرت انسانی تو یہ تھا کہ صاحب موصوف

خود بھی عام دستور کے مطابق اپنے مذہبی عقائد کا اظہار اسی آزادی سے کرتے جسکے ہم متعدد نمونے دکھا چکے ہیں۔ عام اس سے کہ انکی تعلیم صحیح معنوں میں دل آزار ہوتی۔ مگر نہ اُنہوں نے قانون فطرت سے جائز فائدہ اُٹھایا اور نہ قانون حکومت سے آزادی حاصل کی۔ وہ اپنی مذہبی تعلیم میں قانون اخلاق کے نہایت سختی سے پابند رہے اور اپنی قلم سے ایک حرف بھی کسی کے خلاف لکھنا گوارا نہ کیا۔ اس لحاظ سے مصنف کا رویہ ضرور قابل تحسین ہے کہ انہوں نے اپنی خفیہ مذہبی تعلیم کی کتاب میں بھی دوسروں کے جذبات کا بہت کچھ لحاظ رکھا ہے

ہوا ہے مدعی کا فیصلا اچھا مرے حق میں ۔۔۔ زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعاں کا

ایڈیٹر نظام المشایخ نے باوجود ایک مبصر و محقق ہونے کے اپنے رسالہ میں کیسی تبسم خیز بات لکھدی کہ "اگر یہ کتاب محض داؤدی فرقہ کے لئے مخصوص کی گئی ہے تب بھی جناب ملا صاحب اسلام کی اس گرفت سے محفوظ نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے اس کتاب میں عبدیت کی حیثیت کو بالائے طاق رکھدیا ہے کہیں وہ خدا بنے ہیں کہیں رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کہیں امام زماں کا ادعا کرتے ہیں اور کہیں داعی کی شخصیت نمودار فرماتے ہیں"۔

ہزاروں منتوں پہ بھی جفا کی ۔۔۔ تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

یہ ہم پہلے اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں کہ مصنف کی عبارت سے اشارۃً

کنایتہً بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ انھوں نے ایسے دعوے کئے ہیں۔ مگر ہمیں خوشی اس بات سے ہوئی کہ اب کم سے کم اسبات کا احساس ہو چلا ہے کہ چونکہ مصنف نے یہ کتاب فرقہ داؤدیہ کے لئے مخصوص کردی ہے وہ اسلئے قابل اعتراض نہیں۔

معترض صاحب نے اس کتاب پر مستقل پانچ اعتراض کئے ہیں وہ بھی بے سر وپا۔ پہلا یہ کہ مصنف نے اپنی تعریف کی ہے۔ دوسرا یہ کہ توحید کا راستہ صرف اہل الحق کو ملا ہے۔ تیسرا یہ کہ اہل سنت والجماعت کو کافر و دوزخی کہا ہے چوتھا یہ ہے کہ مصنف نے داعی وقت کا دعوی کیا ہے اور پانچواں یہ کہ سنیوں کے ایک صوفی منش بزرگ جعفر نہروانی کو برا بھلا کہا ہے۔

ہم ان سب پر کافی روشنی ڈال کر یہ اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں کہ معترض کا پہلا اعتراض بالکل غلط ہے۔ مصنف نے اپنی تعریف نہیں کی بلکہ عجز وانکسار ظاہر کیا ہے۔ دوسرا تیسرا اور پانچواں اعتراض مصنف پر لگانا سراسر بہتان ہے۔ کیونکہ اول تو وہ پوری عبارت النجم الثاقب اور احمد علی حمید الدین کے رسالہ سے اقتباس ہے جسکے ذمہ دار کسی طرح مصنف نہیں ہو سکتے۔ اپنی تصنیف میں کسی کتاب کا حوالہ دیتے یا اس سے کچھ اقتباس کرنے کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ اقتباس کرنے والا اسکے حرف حرف سے اتفاق کرتا ہے مثلاً ہم نے اپنی اسی کتاب میں اصلاح کا ایک حوالہ

صفحہ ۴۳ میں پیش کیا ہے اس سے ہمپر یہ الزام نہیں آسکتا کہ ہم نے سات کروڑ مسلمانوں کو توبہ توبہ کافر بنا دیا۔

علاوہ اسکے عبارت متقتبسہ میں بھی کہیں ایسے الفاظ نہیں جن سے حرف شناس معترض کی بات رہجائے۔ ہر صورت سے معترض کے تیسرے اعتراض کا بار گناہ خود انہیں کی گردن پر رہتا ہے۔ کیونکہ ہم یہ تو ہر پہلو سے دکھا چکے کہ اِس کتاب میں مصنف نے کسی کو کافر یا دوزخی نہیں لکھا بلکہ معترض نے خود اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع دونوں کو بہت سے اخباروں میں کھلم کھلا کافر و دوزخی بنایا ہے۔ اور روپیہ دے دیکر خود اتنی اشاعت کرائی ہے کہ دنیائے اسلام کا کوئی فرد اسے دیکھنے سے محروم نہ رہے۔ اب رہا چوتھا اعتراض یعنی مصنف کا داعی وقت کا دعوٰی یہ بیشک مصنف کے الفاظ ہیں۔ مگر اوّل تو مصنف کا مخاطبہ اپنی قوم کی طرف ہے۔ جیسا ہم ثابت کر چکے ہیں اور اِسکا معترض کو خود بھی اقرار ہے علاوہ اسکے یہ کوئی نیا دعوٰی نہیں۔ صاحب موصوف سے پہلے اِس قوم کے جتنے پیشوا گزرے ہیں سب نے اپنے کو داعی وقت کہا ہے۔ ہر قوم میں ایسے ہی دعوے کرنے والے گزر چکے ہیں۔ اور جنکا مخاطبہ بھی عام لوگوں سے رہا ہے نہ کہ کسی خاص فرقہ سے ہم جس کے متعدد نمونے پیش کر چکے ہیں۔

اب رہے مصنف کی شخصیت پر الزامات - انکی بھی کوئی وقعت نہ رہی - ہماری ذراسی تحقیقات مین سب کے سب ایک افترا ثابت ہوے

ہم اخیر میں اپنے معزز و محترم معترض کو صلاح نیک دیتے ہیں کہ وہ آیندہ اِس قسم کی افترا پردازی سے باز آکر بارگاہِ ایزدی میں توبہ کریں - یہ وقت اتحاد و اتفاق کا ہے نہ کہ بغض و نفاق کا -

والسلام